طارق سلیم ڈوگر
(آئی۔جی۔پنجاب)

CITY TRAFFIC POLICE
FAISALABAD

محمد زاہد محمود ایڈیشنل IG ٹریفک (پنجاب)

ڈاکٹر طارق کھوکھر
DIG ٹریفک (پنجاب)

سگنل

ماہ اکتوبر۔نومبر 2009,

ٹریفک پولیس کا ترجمان

Scanned with CamScanner

یادرکھنے کی باتیں

سفر پر روانہ ہونے سے پہلے گاڑی کا پٹرول، موبل آئل، واٹر، برقی آلات، ٹائر اور ٹائروں میں ہوا کا پریشر ضرور چیک کر لیں۔

دورانِ ڈرائیونگ پیدل چلنے والوں کا خاص خیال رکھیں۔

ٹریفک سگنل کی سرخ بتی جلنے پر اپنی گاڑی کو سٹاپ لائن کے پیچھے روکیں۔

دائیں مڑنے والے دائیں لین میں، بائیں مڑنے والے بائیں لین میں اور سیدھا جانے والے درمیانی لین میں رہیں گے۔

آہستہ چلنے والی تمام گاڑیاں سڑک کے انتہائی بائیں جانب چلیں۔

گول چکر میں دائیں طرف سے آنے والی ٹریفک کو پہلے گزرنے دیں۔

روڈ پر کسی بھی طرف مڑنے سے پہلے گاڑی کے انڈیکیٹرز کو ضرور استعمال کریں۔

شہری علاقوں میں دورانِ ڈرائیونگ ہارن کم سے کم استعمال کریں۔

دو گھنٹے مسلسل ڈرائیونگ کے بعد آدھا گھنٹہ آرام کریں۔

اپنی گاڑی کو ایسی جگہ پارک مت کریں جہاں وہ ٹریفک کے بہاؤ میں خلل پیدا کرے۔

اوورٹیک کرتے وقت مررز کا استعمال کریں۔

ایمبولینس، ریسکیو یا فائر بریگیڈ کی گاڑی کا ہارن سنیں تو اپنی گاڑی سڑک کے انتہائی جانب کر کے راستہ فراہم کریں۔

شہری حدود میں اپنی گاڑی کی رفتار 40 کلومیٹر فی گھنٹہ سے کم رکھیں۔

دورانِ سفر گاڑی سے باہر گردن یا ہاتھ ہرگز نہ نکالیں۔

گاڑی یا موٹر سائیکل چلاتے وقت موبائل فون کا استعمال ہرگز نہ کریں۔

موٹر سائیکل سوار ہیلمٹ کا استعمال کریں۔

ون ویلنگ سے اجتناب کریں یہ آپ کی اور دوسروں کی زندگی کیلئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔

سائیکل چلاتے وقت روڈ کی انتہائی بائیں سائیڈ پر رہیں۔

سڑک پر پیدل چلتے ہوئے ہمیشہ فٹ پاتھ کا استعمال کریں۔

سڑک پار کرتے ہوئے ہمیشہ زیبرا کراسنگ استعمال کریں۔

اگر چوک میں سگنل موجود ہو تو ہمیشہ سرخ بتی پر سڑک کو پار کریں۔

سڑک پار کرنے سے پہلے دائیں بائیں دیکھ کر اطمینان کر لیں کہ گاڑیوں کا فاصلہ آپ سے مناسب ہے۔

سڑک پر کھانے پینے کی اشیاء کے چھلکے، لفافے، ڈبے یا جلتا ہوا سگریٹ ہرگز نہ پھینکیں۔

ٹریفک وارڈن آپ کا دوست آپ کا معاون

Scanned with CamScanner

پیغام

ہر علاقہ کے مسائل اور وسائل نوعیت کے اعتبار سے مختلف ہوا کرتے ہیں ۔ بالکل اسی طرح ہر شہر کی ٹریفک کی صورت حال بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوا کرتی ہے ۔شعبہ ٹریفک میرے لئے نیا نہیں ہے میں گزشتہ کافی عرصہ سے اسی شعبہ سے وابستہ ہوں اور آپ لوگوں کی سروس بھی تقریباً دو برس ہو چکی ہے آپ فیصل آباد کے ٹریفک سسٹم سے بخوبی واقف ہو چکے ہیں۔

فیصل آباد کے ٹریفک مسائل اور وسائل دونوں ہمارے سامنے ہیں۔اب ہمیں ان لامحدود مسائل سے نبرد آزما ہونے کیلئے نہ صرف اپنی بہترین پیشہ وارانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہے بلکہ اپنے رویوں میں مثبت تبدیلی لاکر یہ ثابت کرنا ہے کہ عوام اور پولیس کا باہمی تعاون لازم وملزوم ہے ۔اگر ہم عوامی اعتماد اور تعاون حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو یہ امر پرامن معاشرہ کی تشکیل میں سنگِ میل ثابت ہوگا۔

اس کیساتھ ساتھ میں آپکی توجہ چند اہم نقاط کی طرف دلانا ضروری سمجھتا ہوں۔سب سے پہلے اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ ہمارا مقصد چالان کرنا نہیں بلکہ عوام کو ریلیف فراہم کرنا ہے۔ **HELP** آپکا منشور ہونا چاہیے اگر چالان کی بجائے وارننگ سے کام لیا جائے تو نہ صرف عوام میں قانون پر عمل داری کا احساس پیدا ہوگا بلکہ یہ محکمہ کی نیک نامی کا باعث بھی بنے گا۔

آپ سے افسرانِ بالا اور عوام کی اُمیدیں وابستہ ہیں۔آپکو مثالی کردار ادا کرنا ہے اور یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم میرٹ پسند ہیں ہمیں سفارش کلچر کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے سسٹم کو مزید بہتر بنانا ہے چونکہ ہم ڈسپلن فورس کا حصہ ہیں اور ایک ضابطہ کے پابند ہیں جسکی پاسداری ہمارا نصب العین ہے۔افسرانِ بالا کے احکامات کے مطابق تمام افسران کے دفتر اور فیلڈ سے تقرری وتبادلہ جات میرٹ پر کئے جا چکے ہیں۔سرکاری املاک جیسا کہ وائرلیس سیٹ اور گاڑیاں وغیرہ آپکو سہولت کیلئے فراہم کی گئیں ہیں جن کی حفاظت کرنا آپکی ذمہ داری ہے۔یونیفارم کی فراہمی اور ہفتہ وار ریسٹ اور دیگر مراعات بارے لائحہ عمل ترتیب دیا جا چکا ہے جس سے آپ بہت جلد مستفید ہونگے۔

آخر میں آپ لوگوں سے یہی کہنا چاہوں گا کہ نیک نیتی سے اپنے فرائضِ منصبی کی ادائیگی جاری رکھیں۔ آپ ہر میدان میں مجھے اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔خدا آپ کا حامی وناصر ہو۔آمین

آصف ظفر چیمہ
چیف ٹریفک آفیسر فیصل آباد

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

مالک بحر و بر، خالق دو جہاں
تجھ سا کوئی کہاں، تجھ سا کوئی کہاں

یہ فلک یہ زمیں آب پتے ہوا
برق و باراں سمندر۔ خلاء اور فضا
یہ پرندے یہ پُر کیف بادِ صبا
سب کے سب مل کے کرتے ہیں تیری ثناء
مالک بحر و بر، خالق دو جہاں
تجھ سا کوئی کہاں، تجھ سا کوئی کہاں

عرشِ اعظم کا ہر سو احاطہ کئے
آسماں اور زمیں اپنی حد میں لئے
سب ہیں بد مست کوثر سے وحدت پیے
ان ملائک کے سجدے بھی تیرے لئے
مالک بحر و بر، خالق دو جہاں
تجھ سا کوئی کہاں، تجھ سا کوئی کہاں

کیسے مجھ سے بیاں ہوں تیری خوبیاں
لفظ جامد ہیں شل ہے قلم کی زباں
عقل سے ماورا تیری ذاتِ نہاں
کیا مطیع مولا اور کیا مطیع کا بیاں
مالک بحر و بر، خالق دو جہاں
تجھ سا کوئی کہاں، تجھ سا کوئی کہاں

(از۔مطیع ترمذی)

نعت

دامانِ کرم جیسے کہ رحمت کی ہو مہکار
گیسوئے معطر بنے والیل کے آثار
الہام کے نغموں سے چھلکتی ہوئی گفتار
اور حسن کہ جو حسن کے کوچے میں ہو شاہکار
لفظوں میں سراپا وہ عیاں ہو نہیں سکتا
اُس حُسنِ تجلی کا بیاں ہو نہیں سکتا
قرآن بھی ہے مدحتِ انوارِ محمدؐ
لفظوں میں سجا رکھے اسرارِ محمدؐ
ہم کیسے کہیں کیسے ہیں سرکارِ محمدؐ
کہتے ہیں فقط اتنا طلبگارِ محمدؐ
ہے عظمت والا تو ہر اک شان سے آگے
انسان ہیں پر لگتے ہیں انسان سے آگے
یزداں کو ملا شوقِ ہنر آپ کی خاطر
جنت میں ہے ممنوعہ شجر آپکی خاطر
لمحوں نے کیا برسوں سفر آپکی خاطر
دو ٹکڑے ہوا نورِ قمر آپکی خاطر
ہیں وجہء خلائق بھی تو ہیں نورِ خدا بھی
ہے آپکے صدقے سے ہی تسلیم ورضا بھی
ہونٹوں پہ سدا صلِ علیٰ جاری رہیگا
محشر میں ہر اک شخص فقط یہ ہی کہے گا
ہستی کا ہر اک ذرہ گواہ بن کے سنے گا
جب نورِ محمدؐ سبھی آنکھوں پہ کھلے گا
مقبول شفاعت کی دعا لگنے لگی ہے
یہ نور کی صورت تو خدا لگنے لگی ہے

کلام: محمد عون نقوی

فہرست

5- اداریہ
6- سچ تو یہ ہے-----
7- IG پنجاب کا دورہ فیصل آباد/بریفنگ CTO
8- ڈپلیکیٹ لائسنس/انڈورسمنٹ کا طریقہ کار
9- راہنمائی/گاڑیوں کی ملکیت کی ٹرانسفر
10- موٹر گاڑیوں کا فٹنس سرٹیفیکیٹ
11- ٹریفک ایجوکیشن
12- نقطہء نظر، VC زرعی یونیورسٹی فیصل آباد
13- سڑک، عابد کمالوی
14- سگنل، پروفیسر ڈاکٹر شمشاد اختر
15- انسان سازی/حسن کارکردگی
16- انٹرویو، RPO فیصل آباد
18- پھول جیسے مسکراتے چہرے، ڈاکٹر جلال عارف
19- موٹر ٹریفک مینجمنٹ، سبحان علی
20- اوورلوڈنگ/بچے ہمارا مستقبل
21- موٹر سائیکل پر سواری کا انداز/ڈرائیونگ ٹیسٹ
22- ادبیات
27- Criminology Part-III
28- Regulating Traffic/Mobile Phone
29- Warden System...... A Change
30- Valuability of our Responsibility/ Lack of Liason within Police

مجلسِ ادارت

سرپرست اعلیٰ

آصف ظفر چیمہ
چیف ٹریفک آفیسر فیصل آباد

سرپرست

چوہدری جاوید انور
(DSP) پیپلز کالونی

چیف ایڈیٹر: محسن نقوی (T.W)

ایڈیٹرز: مبشر سعید باجوہ (T.W) مطیع الحسنین ترمذی (T.W)

ماہنامہ "سگنل" کے حوالے سے اپنی تجاویز، آراء اور تحریریں مندرجہ ذیل ایڈریس پر ارسال کریں۔

ایڈریس: دفتر چیف ٹریفک آفیسر فیصل آباد۔آئی۔ٹی۔ برانچ

Ph:	041-9200514
Fax:	041-9200515
Cell:	0301-4137095, 0321-7223550
Mail:	signal.ctpf@gmail.com

پبلشرز: لائل پور گرافکس فیصل آباد Ph:041-2600005

Scanned with CamScanner

اداریہ

ٹریفک سسٹم

وارڈن

کسی بھی مہذب معاشرے کی پہچان اسکی سڑکوں پر رواں دواں منظم ٹریفک ہوا کرتی ہے لیکن ہم جب بھی لفظ ٹریفک سنتے ہیں تو دھواں چھوڑتی، شور مچاتی گاڑیاں، دھکم پیل اور چالان جیسے خیالات ذہن میں گردش کرنے لگتے ہیں۔ ہمارے ہاں ٹریفک کے موضوع کو کبھی سنجیدگی سے لیا ہی نہیں گیا حالانکہ اگر ہم ٹریفک کے نظام کو موثر بنانے میں کامیاب ہو جائیں تو کم از کم 50 فیصد ملکی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ ایرانی صدر محمود احمدی نژاد نے ٹرانسپورٹیشن میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی جب ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ دنیا کو آنے والے دور میں جن چیلنجز کا سامنا ہے ان میں ٹرانسپورٹیشن کا مسئلہ سب سے گھمبیر ہوگا۔

ٹریفک ایک سسٹم کا نام ہے جس کی بنیاد تین چیزوں پر ہے۔ تعمیر، تعلیم اور تنفیذ۔ بڑھتی ہوئی آبادی کا طوفان ہمارے ملک کی جانب بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ بینک لیزنگ اور دیگر سکیمیں، شاہراہوں پر گاڑیوں کے بے تحاشہ اضافے کا سبب بنی ہیں۔ جب کہ ہمارے پاس سڑکوں کی شرح ان کے مقابلے میں بہت کم ہے یا یوں سمجھ لیں جوں کی توں۔ روڈ انجینئرنگ (تعمیر) ٹریفک سسٹم کا بنیادی ستون ہے موجودہ سڑکیں اکثر اگر اچھی حالت میں بھی ہوں تو گونگی ضرور ہوتی ہیں۔ سڑک کی زبان یعنی ٹریفک سائنز، ٹریفک سگنلز اور روڈ مارکنگ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ رہی سہی کسر تجاوزات، مین ہول اور دیگر محکمے پوری کر دیتے ہیں۔ ڈویلپمنٹ کا اپنا ہی انداز ہے۔ کچھ سال پہلے ملکی تجارتی مرکز کراچی میں اربوں خرچ کر کے فلائی اوور تعمیر کیا گیا بدست صدر مملکت افتتاحی تقریب سرانجام پائی لیکن محض چند دن بعد میڈیا اسی فلائی اوور کی ناقص میٹریل کے باعث زمیں بوس کا منظر دکھا رہا تھا۔ پلاننگ کا یہ عالم ہے کہ عوام کو Round About، اشارے اور ٹریفک پولیس تینوں کا بیک وقت پابند بنایا جاتا ہے۔

اس سسٹم کا دوسرا ستون ایجوکیشن (تعلیم) ہے۔ یعنی عوام کو قوانین سے آگاہی دینا کیونکہ ہم میں سے تقریباً ہر شخص روڈ یوزر ہے۔ اس لئے انہیں یہ باور کرانا ہے کہ قوانین آپ کے تحفظ کیلئے بنائے جاتے ہیں ان پر عمل سے آپ کا حق محفوظ ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر عوام ضابطے سے آگاہ ہوں، ان میں یہ احساس موجود ہو کہ یہ ہمارا ملک ہے، ہمارے اپنے بنائے ہوئے قوانین ہیں اور اگر ہم ان قوانین کی پاسداری کریں گے تو یہ سسٹم منظم انداز میں چل سکتا ہے۔

اس سسٹم کا آخری ستون جسکے سہارے آج تک یہ سسٹم چل رہا ہے وہ ہے Enforcement کا حالانکہ یہ سب سے آخری مرحلہ ہے۔ اگر سڑکیں درست حالت میں موجود ہوں عوام قوانین سے آگاہ ہوں تو قوانین کا نفاذ خود بخود سہل بن جاتا ہے۔ لیکن ایجوکیشن اور انجینئرنگ کی کمی کو دور کرنے کیلئے ٹریفک پولیس کیا کر سکتی ہے۔ قوانین کا منصفانہ اور غیر جانبدارانہ نفاذ اس نظام کی بنیاد ہے۔ عموماً یہ تاثر لیا جاتا ہے کہ ٹریفک پولیس کے اہلکار ٹارگٹ پورا کرنے کیلئے بغیر وجہ عوام کو تنگ کرتے ہیں اور جرمانوں کا بوجھ مسلط کیا جاتا ہے۔ جبکہ حقیقت اس سے مختلف ہے جرمانہ محض علامتی حیثیت رکھتا ہے جسکا مقصد احساس ذمہ داری کو بیدار کرنا ہے۔ اس سسٹم کی کامیابی میں رویے بھی ایک بڑی رکاوٹ ہیں اگر ہم اپنے رویے میں مثبت لے آئیں تو وسائل کی کمی کے باوجود بھی یہ سسٹم فعال بنایا جا سکتا ہے اگر ہم ان قوانین پر عمل کریں جو ہمارے اپنے تحفظ کیلئے تشکیل دیئے گئے ہیں۔ بمطابق ضرورت معیاری روڈ انجینئرنگ کی اشد ضرورت ہے۔ ٹریفک قوانین کو نصاب تعلیم کا حصہ بنا کر اور پائیدار پبلک ٹرانسپورٹ کو ترویج دیکر اس سسٹم کو مزید موثر بنایا جا سکتا ہے۔ لہٰذا یہ بات عیاں ہے کہ ٹریفک ایک سسٹم کا نام ہے اور یہ خیال کہ اس کے تمام مسائل کی ذمہ دار پولیس ہے سراسر غلط ہے کیونکہ ٹریفک پولیس بذاتِ خود اس نظام کا حصہ ہے۔

ٹریفک کی گھمبیر صورتحال کے پیش نظر پنجاب کے پانچ بڑے شہروں لاہور، گوجرانوالہ، راولپنڈی، فیصل آباد اور ملتان میں ایک نئی ٹریفک فورس کو متعارف کرایا گیا۔ جسے نہ صرف ٹریفک کو ریگولیٹ کرنے بلکہ عوام کو ایجوکیٹ کرنے کی ذمہ داری بھی سونپی گئی۔ ابتدائی طور پر اس فورس کو شہری حدود کے اندر ٹریفک کنٹرول پر مامور کیا گیا جس کے بہترین نتائج حاصل ہونے پر اس نظام کو متعلقہ اضلاع کی تمام تحصیلوں کی سطح تک پھیلا دیا گیا۔ ٹریفک وارڈنز کی کارکردگی پر افسران بالا اور عوامی حلقوں نے اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ ٹریفک وارڈنز کے لئے یہ ایک حوصلہ افزاء سگنل ہے اگر یہ نظام صوبہ بھر کے اضلاع میں نافذ کر دیا جائے تو یہ ایک مثبت پیش رفت ہوگی اور یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ ٹریفک وارڈنز اپنی خدمات احسن طریقے سے سرانجام دینے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں گے۔

محسن نقوی
چیف ایڈیٹر
ٹریفک وارڈن

Scanned with CamScanner

سچ تو یہ ہے ----------

مبشر سعید باجوہ
(ایڈیٹر)

" کہنا" اور " کرنا" چار چار حروف کے دو الفاظ جو انسان کے ارادے اور عمل کو ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن عموماً انسان اپنی کہی ہوئی باتیں کرتے وقت بھول جاتا ہے یا بُھلا دیتا ہے۔ قول و فعل کا تضاد بھی انہیں دو الفاظ کے استعمال کرنے سے واضح کیا جاتا ہے۔

" کہنا" ایک ایسا بے وقعت کیڑا ہے جو بے کار میں جال بنتا رہتا ہے۔ اسکے برعکس " کرنا" ایک خوشبودار پھول ہے جو اپنی خوشبو سے چار سو خوشیاں پھیلاتا ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اگر ارباب بست و کشاد، ارباب بصیرت، ارباب دولت، ارباب نظر، ارباب سخن، ارباب شرع اور ارباب قلم تقریروں اور تحریروں کی بجائے ملک کیلئے عملی طور پر میدان میں اتر آئیں تو ملک موجودہ بحرانوں کے بھنور سے نکل سکتا ہے۔ انسان جو کہتا ہے اسکو کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن جو کرتا ہے اس پر قائم نہیں رہتا یعنی قول و فعل کا تضاد۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ وائسرائے ہند اپنی اہلیہ کے ساتھ گپ شپ میں مصروف تھے۔ چائے کا دورہ چل رہا تھا کہ ایک کوا وہاں ایک منڈیر پر آ کر بیٹھ گیا۔ بھوکا تھا بیچارا جب اپنے سامنے اس نے بسکٹوں کی ڈش دیکھی تو وہ وائسرائے کی بغل میں سے اڑتا ہوا اسکے سامنے سے بسکٹ اڑا کر لے گیا۔ وائسرائے کے تیور چڑھ گئے مگر کچھ ہی دیر بعد اس کے اعصاب نارمل ہو گئے۔ ادھر کوے کو بسکٹس بہت لذیذ معلوم ہوئے وہ دوبارہ اڑا اور ایک اور بسکٹ لے کر اڑ گیا۔ اب وائسرائے صاحب کے چہرے پر غصے کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ اس نے تحکمانہ انداز میں اپنی اہلیہ کو حکم دیا کہ جاؤ اندر سے میرا پسٹل لیکر آؤ میں اس کو سزا ضرور دونگا۔ کوے نے سوچا اس کی اہلیہ اندر جائے گی، پسٹل لائے گی، وائسرائے کو دے گی اور پھر کہیں جا کر وائسرائے مجھ پر فائر کر سکے گا تو کیوں نہ میں ایک اور بسکٹ لے اڑوں۔ اب جب اس نے بسکٹ اٹھانے کی کوشش کی تو وائسرائے نے فوراً اپنی سائیڈ سے پسٹل اٹھایا اور فائر کر کے کوے کو ہلاک کر دیا۔ کوا مرتے ہوئے کہنے لگا " گورا صاحب آپ کہتے کچھ ہو اور کرتے کچھ ہو۔" یہ حقیقت نہیں افسانہ تھا لیکن اگر آج کوئی اپنی کہی بات پر قائم رہے تو وہ افسانہ معلوم ہوتی ہے۔

من حیث القوم میری آپ لوگوں سے استدعا ہے کہ اپنے مثبت " کہنا" کو مثبت " کرنا" کا پہناوا دیکر ملک و قوم کی ترقی میں حصہ ڈالیں۔ اگر اب بھی ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بنی اسرائیل کی طرح من و سلویٰ کے انتظار میں بیٹھے رہے تو ہماری کامیابی کا **سگنل** سرخ ہو جائے گا اور ہم بربادی کے دھانے پر پہنچ جائیں گے۔ دیکھئے، محسوس کیجئے اور اس ہجومِ بلا میں ہنگامِ سحر کیلئے کوشاں رہیں۔

Scanned with CamScanner

آئی جی پنجاب کا دورہ فیصل آباد

آئی۔ جی۔ پنجاب جناب طارق سلیم ڈوگر فیصل آباد کے دورہ پر تشریف لائے تو انہوں نے پولیس کے اعلیٰ افسران کے ساتھ شہر میں امن عامہ کے حوالہ سے میٹنگ کی۔ بعدازاں کھلی کچہری میں عوامی شکایات بارے احکامات صادر فرمائے۔

عوامی شکایات سنتے ہوئے

پریس کانفرنس کرتے ہوئے

افسران سے خطاب

بریفنگ چیف ٹریفک آفیسر، فیصل آباد

چیف ٹریفک آفیسر فیصل آباد جناب آصف ظفر چیمہ نے اپنے عہدہ کا چارج سنبھالنے کے بعد فیصل آباد شہر کا دورہ کیا اور ٹریفک کے بہترین بہاؤ کیلئے سینئر ٹریفک وارڈنز، ٹریفک وارڈنز اور لیڈی ٹریفک وارڈنز کو بریفنگ دی۔

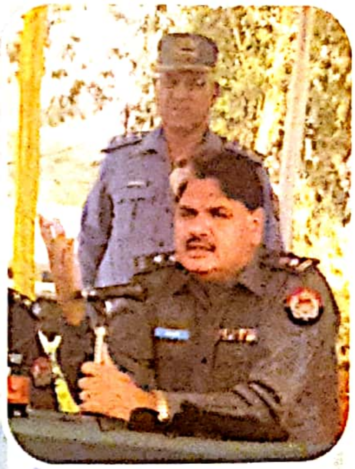

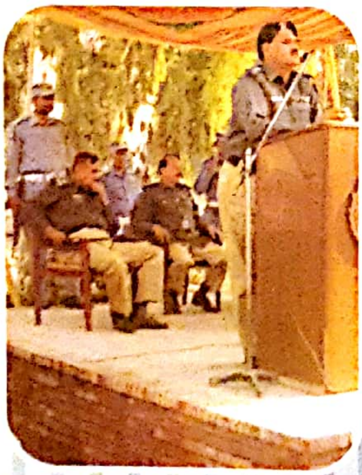

تقریب تقسیمِ انعامات سال 2007-08ء نیشنل ہائی ویز اینڈ موٹروے پولیس

نیشنل ہائی ویز اینڈ موٹر وے پولیس شیخوپورہ کیمپ آفس میں ایک پروقار تقریب منعقد کی گئی جس کی صدارت ڈی آئی جی (NH & MP) ڈاکٹر محمد شعیب نے کی۔ اور عمدہ کارکردگی پر افسران میں تعریفی اسناد اور نقد انعامات تقسیم کئے۔ اس تقریب میں ڈی ایس پی چوہدری جاوید انور (انچارج سرکل [illegible]) کو NH & MP میں خدمات سرانجام دینے پر وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کی طرف سے تعریفی سند اور 80,000 روپے نقد انعام دیا گیا۔ چوہدری جاوید انور نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں دوسرے افسران کو بھی ایمانداری اور خلوص نیت سے فرائض کی انجام دہی کی تلقین کرتا ہوں تاکہ موٹر وے پولیس کی طرح وہ بھی اپنا منفرد مقام بنا سکیں۔

Scanned with CamScanner

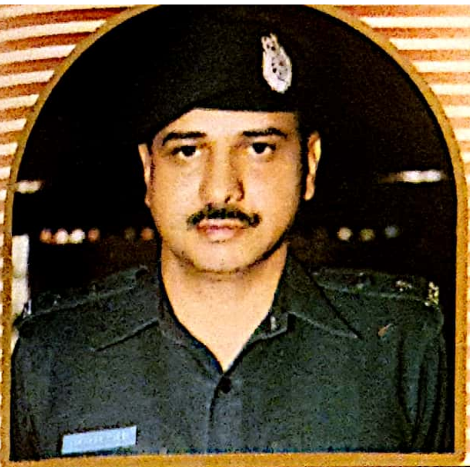

سرفراز احمد فلکی صاحب کے نام

(سابق C.T.O فیصل آباد)

خدا زمانے میں تجھ کو یوں سرفراز کرے
زمانہ جھوم اُٹھے اور فلک بھی ناز کرے

خدا نظر کو تیری اور معتبر کردے
تو کھوٹے اور کھرے میں جب امتیاز کرے

ہر ایک بادِ مخالف کا تو مقابل ہو
تیری ہر ذات کا ہر پہلو زمانہ ساز کرے

تیرے انصاف کے معیار کے ہیں کیا کہنے
جو چھوٹے اور بڑے کو بھی ہم آواز کرے

نا خدا ہے جو باطل کی شہ سواری کا
مزاجِ شاہی کے آگے سپر انداز کرے

ڈر اور خوف کے اس کرگسوں کے میلے میں
مثلِ شاہیں فلک بوس تُو پرواز کرے

دعائیں مانگتا ہوں ہمیشہ تیرے تبسم کی
اُٹھا کے ہاتھ نظر تیری کل الفاظ کرے

محمد اکرم تبسم
(STW)

ڈپلیکیٹ لائسنس

محمد حسنین مہر
(انچارج لائسنسنگ برانچ)

گزشتہ شمارہ میں تجدید لائسنس اور انٹرنیشنل لائسنس کا طریقہ کار تفصیل سے بیان کیا گیا تھا۔ اب ڈرائیونگ لائسنس کے گم ہونے یا ضائع ہوجانے کی صورت میں ڈپلیکیٹ لائسنس حاصل کرنے کا طریقہ بیان کیا جارہا ہے جس کیلئے مندرجہ ذیل کاغذات درکار ہیں اور فائل مکمل کر کے لائسنسنگ برانچ آفس CTO، نزد ضلع کونسل فیصل آباد میں جمع کروائیں۔

1۔ مطلوبہ درخواست فارم۔
2۔ قومی شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی۔
3۔ دو عدد تصدیق شدہ تازہ پاسپورٹ سائز فوٹو گراف۔
4۔ اگر کاپی والا لائسنس گم ہوا ہو تو متعلقہ ڈاک خانہ سے جاری کردہ سرٹیفکیٹ جس سے ظاہر ہو کہ گم شدہ لائسنس کس تاریخ تک کارآمد تھا اگر لائسنس کمپیوٹرسیکشن سے جاری ہوا تھا تو وہاں سے رپورٹ کروائیں۔ لائسنس گم ہونے کی صورت میں متعلقہ تھانہ میں رپٹ درج کروائیں اور اصل رپٹ ساتھ لیکر آئیں جو کہ 15 دن تک قابل قبول ہوگی۔
5۔ ٹکٹ۔۔۔ لائسنس گم یا خراب ہونے کی صورت میں

موٹر سائیکل	کار	LTV	موٹر سائیکل+ LTV	HTV
100	150	150	150	200

کاپی والی ڈپلیکیٹ کیساتھ رینیول فیس بھی لگے گی۔ ڈپلیکیٹ لائسنس جاری کرنے سے پہلے اس امر کی تصدیق کی جائے گی کہ حامل لائسنس کسی ایکسیڈنٹ میں ملوث تو نہیں ہے یا لائسنس چالان میں تو نہیں گیا ہوا۔

انڈورسمنٹ کروانے کا طریقہ

انڈورسمنٹ کروانے کیلئے مندرجہ ذیل کاغذات تیار کر کے درج بالا پتہ پر جمع کروائے جاسکتے ہیں۔

1۔ انڈورسمنٹ فارم E
2۔ میڈیکل سرٹیفکیٹ
3۔ قومی شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی
4۔ دو عدد تصدیق شدہ تازہ پاسپورٹ سائز فوٹو گراف
5۔ اصل لرنر پرمٹ جسکے کم از کم چھ ہفتے گزر چکے ہوں۔
6۔ ڈرائیونگ ٹکٹ بمطابق شیڈول
7۔ پہلا لائسنس ساتھ منسلک کرنا ہوگا

موٹر سائیکل	کار	LTV	موٹر سائیکل+ LTV	HTV
550	900	900	950	1200

Scanned with CamScanner

راہنمائی

رائے الطاف حسین (ڈی۔آئی۔جی) ہیڈکوارٹرز

آپکو دورانِ ڈیوٹی اندرون و بیرونِ ملک کے مختلف مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگ باندازِ تجزیہ دیکھتے ہیں۔لہٰذا پیشہ وارانہ مہارت، اخلاق اور مثالی ٹرن آؤٹ کو اپنی پہچان بنائیں۔مزید برآں یہ کہ بطور شہری بھی آپکا Conduct مثالی ہونا چاہیے۔لوگوں نے آپکو نویدِ سحر کی مانند تسلیم کیا ہے لہٰذا اپنے آنے کے مقصد کو اور اپنے تعلیم یافتہ اور مہذب رویے سے اپنا مقام کو قائم رکھنے کیلئے شبانہ روز محنت کریں ورنہ آپکو بھی روایت ہی متصور کیا جائیگا۔

روبن یامین (ایس۔پی۔ایڈمن،فیصل آباد)

مجھے اس فورس کے سہالہ سے فیصل آباد آمد کے ابتدائی ایام یاد آرہے ہے جب یہ نوجوان سڑکوں پر کھڑے طفلِ ناتواں کی طرح ڈگمگاتے اور ڈیوٹی کرتے ہوئے ہچکچاتے تھے۔انہیں ٹریفک کنٹرول بارے کچھ خاص تجربہ نہ تھا لیکن اب ان نوجوانوں کی پیشہ وارانہ مہارت، Road Grip اور عوام الناس کی رائے سے انکی کارکردگی عیاں ہوتی ہے۔انسان کا ضمیر اس کا سب سے بڑا نقاد ہوتا ہے لہٰذا اپنی ڈیوٹی کے انجام دہی افسران کے خوف کی بجائے ضمیر کی تسلی کیلئے خوش اسلوبی سے سرانجام دیں تا کہ آپکا کام آپ کیلئے سفارش بن جائے۔

گاڑیوں کی ملکیت کی ٹرانسفر کا طریقہ کار

مسعود الحق
(ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن فیصل آباد)

سابقہ شمارہ میں گاڑیوں کی رجسٹریشن اور ان کی فیس وغیرہ کا تفصیل سے ذکر آچکا ہے جسے عوام الناس نے کافی سراہا ہے۔اس شمارہ میں گاڑیوں کی ٹرانسفر سے متعلق امور کے بارے میں معلومات فراہم کی گئی ہیں اُمید ہے عوام الناس اس سے استفادہ کریں گے اور کسی قسم کے ایجنٹ مافیا کے چکر میں نہ آئیں گے۔

بازار میں شورومز پر استعمال شدہ گاڑیوں کی خرید وفروخت وسیع پیمانہ پر ہورہی ہے۔گاڑی کی خرید سے پہلے اس کی رجسٹریشن کے اصل ہونے اور کاغذات کی درستی کے بارے میں ہر ممکنہ تسلی کرلیں۔اس کیلئے پولیس ڈیپارٹمنٹ ریسکیو 15 سے اس امر کی رپورٹ بھی حاصل کرلیں کہ یہ گاڑی کسی مقدمہ یا واردات میں مطلوب تو نہیں۔رجسٹریشن نمبر جس ضلع کا ہو اس ضلع کی فائل اور کاغذات کی درستی کی مکمل تسلی کر کے گاڑی کی خرید کی جائے۔اس ضمن میں عوام کی اطلاع کیلئے عرض ہے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ضلعی اور صوبائی ٹیکسوں کی وصولی کیساتھ ساتھ گاڑیوں کی رجسٹریشن ٹرانسفر اور ٹوکن ٹیکس سے متعلق امور کا کام بھی بخوبی سرانجام دے رہا ہے۔اس مقصد کیلئے صرف گاڑیوں کے متعلقہ امور کیلئے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا موٹر رجسٹریشن کا شعبہ دفتر کی گراؤنڈ فلور پر کام کر رہا ہے۔جہاں صرف گاڑیوں کی ٹرانسفر اور ٹوکن وغیرہ سے متعلقہ امور کیلئے 12 کاؤنٹر کام کررہے ہیں۔گاڑی خرید کرنے کے بعد اسے نزدیکی ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس / دفتر موٹر رجسٹریشن اتھارٹی مندرجہ ذیل کاغذات کے ساتھ برائے ٹرانسفر باحق خریدار ایک ماہ کے اندر جمع کروانا لازم ہے بصورت دیگر بعد ازاں لیٹ فیس ادا کرنی پڑے گی۔

1۔درخواست فارم (T.O فارم) 100 روپے کے اشٹام پیپر پر۔ 2۔ٹرانسفر ڈیڈ (منظور شدہ فارم پر) 100 روپے کے اشٹام پیپر پر۔

3۔نقول شناختی کارڈ فروخت کنندہ، خریدکنندہ، دو عدد گواہان۔ 4۔ٹرانسفر فیس چالان فارم 32/A پر نیشنل بینک یا سٹیٹ بینک میں جمع کروا کر رسید لف کریں۔

5۔اصل رجسٹریشن بمعہ فوٹو کاپی۔

مذکورہ بالا کاغذات متعلقہ کاؤنٹر پر موجود کلرک سے چیک کروا کر جمع کروائیں اور اُس سے ان کاغذات کی وصولی کی رسید حاصل کریں۔جس پر ٹرانسفر کے بعد رجسٹریشن کی واپسی کی تاریخ بھی درج ہوگی۔متعلقہ تاریخ کو مالک گاڑی رسید دکھا کر رجسٹریشن بک واپس حاصل کرسکتا ہے۔عوام الناس کی سہولت کے لئے گاڑیوں کی ٹرانسفر فیس کے ریٹ ذیل میں دیے جارہے ہیں۔

1- موٹر سائیکل -/150 روپے 2- کار 999 سی سی تک -/1200 روپے

3- کار 1000 سی سی تا 1800 سی سی -/2000 روپے 4- کار 1800 سی سی تا سے زائد -/3000 روپے

5- ہیوی ٹرانسپورٹ وہیکل بس / ٹرک وغیرہ -/4000 روپے

آئندہ شمارہ میں اُن گاڑیوں کی رجسٹریشن و ٹرانسفر سے متعلقہ امور کا ذکر کیا جائے گا جو کسی ادارہ یا بینک کی ملکیت ہوں یا قرضہ پر خرید کی گئی ہوں۔اس ضمن میں مزید معلومات کیلئے فون نمبر: 041-9201313 پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

Scanned with CamScanner

موٹر گاڑیوں کے فٹنس سرٹیفکیٹ کا اجراء

میاں محسن رشید
سیکریٹری ڈسٹرکٹ
ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی، فیصل آباد

موٹر وہیکل آرڈیننس کی دفعہ 39 کے تحت ہر مالک گاڑی پر لازم ہے کہ اپنی گاڑی کا فٹنس سرٹیفکیٹ موٹر وہیکل ایگزامنر کے دفتر واقع جڑانوالہ روڈ فیصل آباد سے ہر چھ ماہ بعد حاصل کرے۔ موٹر وہیکل ایگزامنر آفس زیر نگرانی و کنٹرول دفتر سیکرٹری، ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی، فیصل آباد واقع اندرون کمشنر کمپلیکس فیصل آباد کام کرتا ہے۔ متذکرہ دفتر میں دو موٹر وہیکل ایگزامنر، ایک پولیس سب انسپکٹر، ایک پولیس کانسٹیبل، دو جونیئر کلرکس اور ایک چوکیدار پر مشتمل عملہ تعینات ہے۔ فٹنس سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے لئے گاڑی مذکورہ موٹر وہیکل ایگزامنر کے روبرو برائے معائنہ پیش کرنا ضروری ہے۔ گاڑی کو چیک کئے بغیر فٹنس سرٹیفکیٹ جاری نہیں کیا جاسکتا۔ موٹر وہیکل رولز کی دفعہ 98 کے ذیلی قاعدہ (5) کے تحت ڈرائیور اور مالک گاڑی پر لازم ہے کہ اپنی گاڑی کو مکمل طور پر فٹ رکھے اور روڈ پر لانے سے پہلے گاڑی کو چیک کرے تاکہ پتہ چل سکے کہ گاری روڈ پر چلنے کے قابل ہے کہ نہیں۔

گاڑی کا فٹنس سرٹیفکیٹ چھ ماہ کیلئے کارآمد ہوتا ہے۔ اس کو گاڑی کی رجسٹریشن بک میں سنبھال کر رکھیں اور ہر چھ ماہ بعد اسکی تجدید کروانا ضروری ہے۔ دورانِ ٹریفک چیکنگ، ان گاڑیوں کو چیک بھی کیا جاتا ہے کہ وہ مکمل طور پر ٹھیک ہیں کہ نہیں۔ گاڑی کے ان فٹ ہونے کی صورت میں اسکا فٹنس سرٹیفکیٹ معطل کر دیا جاتا ہے۔ جب تک کہ گاڑی ٹھیک نہ ہو جائے، فٹنس سرٹیفکیٹ بحال نہیں کیا جاتا۔ فٹنس سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کیلئے جنرل پوسٹ آفس سے فٹنس کی ٹکٹوں کی صورت میں گورنمنٹ کا ریونیو وصول کیا جاتا ہے۔ نئی LTV/HTV گاڑیوں کیلئے 600 روپے کی ٹکٹ لگائی جاتی ہے اور نئی D.Van کیلئے 400 روپے کی ٹکٹ لگانا ہوتی ہے جبکہ تجدید کیلئے LTV/HTV کی فیس 300 اور D.Van کی 250 روپے فیس کی ٹکٹیں لگائی جاتی ہیں۔ اگر گاڑی کو مقررہ مدت سے پندرہ دن کے اندر اندر پاس کروالیا جائے تو کوئی جرمانہ وصول نہیں کیا جاتا۔ جرمانہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ تاریخ اختتام سے 15 یوم سے زائد لیکن ایک ماہ کے اندر اندر لیٹ ہو تو جرمانہ 100 وصول کیا جائیگا۔
2۔ تاریخ اختتام سے اگر دو ماہ کے اندر لیٹ ہو تو 200 روپے زائد جرمانہ وصول کیا جائیگا۔
3۔ تاریخ اختتام سے تین ماہ کے اندر لیٹ ہو تو 400 روپے زائد جرمانہ وصول کیا جائیگا۔
4۔ تاریخ اختتام سے تین ماہ سے زائد لیٹ ہو تو ہر ماہ کا 100 روپے زائد جرمانہ علیحدہ وصول کیا جائیگا۔

مہکتی کلیاں

(سینئر ٹریفک وارڈن محمد علی)

1۔ کسی تصویر کے اتنا قریب مت جاؤ کہ وہ دھندلی نظر آئے۔
2۔ اپنے اوصاف سے انسان عظیم ہوتا ہے اونچا عہدہ حاصل کرنے سے نہیں۔
3۔ زندگی ہمت سے بنتی ہے سہاروں سے ہرگز نہیں۔
4۔ دولت سے مسجد تو بنائی جاسکتی ہے مگر ایمان نہیں۔
5۔ دولت سے نفسیاتی خواہش تو پوری ہو سکتی ہیں مگر روحانی مسرت نہیں
6۔ زندگی ایک ایسی شمع ہے جو کہ ہوا میں رکھی ہوتی ہے۔
7۔ کسی کا بُرا چاہنے والا۔ خود کبھی بھی خوشی کی زندگی نہیں گزار سکتا۔
8۔ ایک سچا دوست ہیرے سے کم نہیں ہوتا اس لئے جہاں سچائی اور خلوص نظر آئے وہیں دوستی کا ہاتھ بڑھاؤ۔
9۔ بُرے دوستوں میں بیٹھنے سے تنہائی بہتر ہے۔
10۔ چھوٹے سے چھوٹے اخراجات کا خیال رکھو کیونکہ معمولی سا سوراخ بہت بڑے جہاز کو ڈبو دیتا ہے۔
11۔ مشکل انسان کی ہمت کا امتحان لینے آتی ہے۔
12۔ نیکی کا حسن یہ ہے کہ اسے فوراً کیا جائے۔

خضر حیات جنجیانہ (ٹریفک وارڈن)

عبداللہ پور چوک پر اپنے فرائض منصبی ادا کر رہے تھے کہ ایک گاڑی نے انتہائی مشکوک انداز میں سگنل بریک کر دیا۔ خضر جنجیانہ نے اُسے روکنے کی بھرپور کوشش کی لیکن برق رفتار گاڑی نہیں رکی۔ مشکوک گاڑی اسٹیشن چوک کا سگنل بریک کرتی ہوئی جناب کلب چوک کی طرف بھاگی آخرکار خضر جنجیانہ نے جناب کلب چوک پر ہمراہ ساتھی وارڈن افسران اُس گاڑی کو پکڑ لیا اور تلاشی لینے پر 6 مشکوک افراد اور ناجائز اسلحہ جن میں S.M.G، 222 اور پسٹل شامل ہیں برآمد کر لیا۔ اس جانفشانی اور بہادری پر ڈی آئی آپریشن صاحب نے بہادر افسر کو CC-2 اور جناب CTO صاحب نے CC-3 سے نوازا۔

گوشہ تعزیت

گذشتہ دنوں جناب سرفراز احمد فلکی SSP انویسٹیگیشن فیصل آباد (سابقہ CTO فیصل آباد) کے والد محترم، ٹریفک وارڈن سید مطیع الحسنین ترمذی (ایڈیٹر سگنل) کے خالو اور ٹریفک وارڈن محمد ساجد نانگا کے چچا قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ خدا انہیں غریقِ رحمت کرے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین

Scanned with CamScanner

ٹریفک ایجوکیشن اور جشنِ آزادی سیمینار

انسپکٹر
فاروق لطیف
(انچارج ایجوکیشن یونٹ)

تعلیم افراد کو مہذب بناتی ہے اور افراد معاشرے کو۔ معاشرے کو مہذب شاہراہ پر رواں کرنے کیلئے سی۔ پی۔ ایل۔ سی اور سٹی ٹریفک پولیس ہمیشہ متحرک رہے ہیں۔ ماہ اگست میں ٹریفک ایجوکیشن کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے ٹریفک ویک منایا گیا اور اس سلسلہ میں اہم مقامات پر کیمپ لگائے گئے، ان کیمپس میں نہ صرف شہریوں میں ٹریفک شعور بیدار کرنے کیلئے ٹریفک سائن اور ٹریفک ایجوکیشن سے متعلق آگاہی کیلئے لیکچرز کا اہتمام کیا گیا، ٹریفک ایجوکیشن سے متعلق لٹریچر فراہم کیا گیا بلکہ شہریوں کی سہولت کیلئے لرنرز ڈرائیونگ لائسنس دینے کا بھی اہتمام کیا گیا جس میں شہریوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

ان کیمپس میں شہر کی معروف شخصیات نے شرکت فرما کر ٹریفک ویک کو کامیاب بنانے میں بھرپور معاونت کی۔ نصرت فتح علی خان آڈیٹوریم ہال میں منعقد ہونیوالا شاندار سیمینار اس تمام کاوش کا نقطۂ عروج تھا۔ اس سیمینار میں شرکاء کو مختلف خاکہ جات اور مقالہ جات کے ذریعے ٹریفک قوانین کے متعلق آگاہی دی گئی، پروگرام میں یومِ آزادی کی مناسبت سے پروگرام پیش کر کے وطن سے بھرپور محبت کا بھی ثبوت دیا گیا۔

ٹریفک ویک کے انعقاد میں چیف سی۔ پی۔ ایل۔ سی اظہر مجید شیخ، ڈپٹی چیف آپریشن جنید احمد بانٹھ، شیخ شاہد عزیز، وائس چیئرمین ٹریفک کمیٹی سی۔ پی۔ ایل۔ سی شاہد پرویز اور دیگر ممبران سی۔ پی۔ ایل۔ سی سٹاف نے انتھک محنت کی بلکہ چیف سی۔ پی۔ ایل۔ سی اظہر مجید شیخ نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ وہ مستقبل میں بھی ایسی ثمر آور کوششوں کیلئے بھرپور معاونت کریں گے۔

ٹریفک ویک کے دوران کی گئی کاروائیوں کی ایک جامع رپورٹ بھی پیش کی گئی۔ اس تقریب کی خاص بات یہ تھی کہ ایس۔ پی۔ ایڈمن رابن یامین صاحب، ایس۔ پی۔ ٹریفک رینج آصف ظفر چیمہ صاحب نے بطور مہمانانِ خصوصی شرکت کی۔ پروگرام کے اختتام میں آر۔ پی۔ او احمد رضا طاہر صاحب نے ٹریفک ویک کامیاب کرنے والے شرکاء میں شیلڈز تقسیم کیں اور ٹریفک کلچر میں مثبت تبدیلی لانے کیلئے سٹی ٹریفک پولیس اور سی۔ پی۔ ایل۔ سی کے کردار کو سراہا۔

Scanned with CamScanner

نقطہء نظر

پروفیسر ڈاکٹر اقرار احمد خاں
وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

وفاقی ادارہ شماریات کی رپورٹ کے مطابق گذشتہ دس برس میں پاکستان میں 50 ہزار افراد ٹریفک حادثات میں ہلاک ہوئے جبکہ ایک لاکھ سے زائد افراد زخمی ہوئے۔ مذکورہ اعداد وشمار اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ پاکستان میں ٹریفک حادثات کی شرح دنیا کے بیشتر ممالک کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔ جب ہم اپنے گردونواح میں ٹریفک کی خلاف ورزیوں پر نظر دوڑاتے ہیں تو یہ بات انتہائی تشویشناک دکھائی دیتی ہے کہ پاکستان میں زیادہ تر لوگ ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کو بہادری کے زمرے میں شمار کرتے ہوئے اسے اپنے قریبی حلقوں میں انتہائی فخر کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ بحیثیت پاکستانی ہمیں ان عوامل پر غور کرنا ہوگا کہ آخر ہم قانون کی خلاف ورزی کے حوالے سے کیوں لاپرواہی کا شکار ہیں۔ ہماری سڑکیں عمومی طور پر ناقص اور جگہ جگہ سے ناہمواری کا شکار ہیں جس پر رواں دواں ٹریفک نہ صرف اپنی روانی کو درست حالت میں جاری وساری رکھنے میں ناکام نظر آتی ہے بلکہ پیدل چلنے والے افراد کے لئے مسائل پیدا کرتی نظر آتی ہے۔

پنجاب میں ٹریفک نظام کی بہتری کے لئے جس انداز سے نئی فورس تشکیل دی گئی ہے اس سے پڑھے لکھے نوجوانوں کو ٹریفک کی روانی کو یقینی بنانے کے لئے نئے عزم کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا ہے اور دیگر صوبوں کے مقابلے میں پنجاب کی ٹریفک کے لئے متعین کی گئی فورس نسبتاً زیادہ تر نوجوان نسل پر مشتمل ہے اس سے جہاں نئی نسل کو قومی ذمہ داریوں سے منسلک کرنے اور ان پر اعتماد کے اظہار کی صورت میں جو سرپرستی فراہم کی گئی ہے وہاں نوجوانوں کو پوری لگن اور قومی جذبے کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کے لئے آگے بڑھنے کے مواقع بھی میسر آئے ہیں۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں تعلیم وتحقیق کے سلسلے میں اپنے قیام کے دوران میں نے محسوس کیا ہے کہ وہاں لوگوں کے اندر ٹریفک قوانین کا شعور نہ صرف رچ بس چکا ہے بلکہ ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کرنے والے کو عوامی سطح پر بھی تحقیر کا مستحق گردانا جاتا ہے۔ فیصل آباد پاکستان کا تیسرا بڑا شہر اور ملک کی صنعتی وتجارتی سرگرمیوں کا مرکز ومحور ہے لہٰذا یہاں نقل مکانی کے ساتھ ساتھ دیہی ثقافت سے وابستہ افراد کی بہتات نے اس شہر پر ابھی تک میٹروپولیٹن کلچر کی چھاپ نہیں لگنے دی۔ آج بھی یہاں اونچے اونچے پلازوں کے سائے میں دیہی زندگی کے انوکھے رنگ پوری آب وتاب کے ساتھ دکھائی دیتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ یہاں کے باسیوں میں ابھی تک ٹریفک قوانین پر عمل درآمد کے حوالے سے شعور کی سطح اس قدر بلند نہیں ہو پائی جس کا ظہور کراچی، لاہور اور اسلام آباد کے شہروں میں واضح انداز میں دکھائی دیتا ہے۔

فیصل آباد ٹریفک پولیس کی جانب سے عوامی سطح پر ٹریفک قوانین کا شعور اجاگر کرنے اور لوگوں کو ٹریفک کی روانی یقینی بنانے کے لئے مثبت کردار پر مائل کرنے کے حوالے سے مقامی ٹریفک پولیس حکام کی کاوشیں لائق ستائش ہیں بالخصوص ''سگنلز'' کے نام سے ایجوکیشن یونٹ کی مطبوعاتی کاوشیں یقیناً عوامی سطح پر بالعموم اور نوجوانوں میں بالخصوص مثبت رجحان پیدا کرنے میں ممد ومعاون ثابت ہوں گی۔ میں اس بات پر پختہ یقین رکھتا ہوں کہ ہم سب انفرادی طور پر سچے مسلمان اور مخلص پاکستانی کی حیثیت سے اگر اپنے کردار کو قانون کے سانچے میں ڈھالنے پر آمادہ ہو جائیں تو دس سال میں اتنی قیمتی جانیں ضائع ہونے سے بچ سکتی ہیں۔ جن کا تذکرہ اپنے مضمون کے آغاز میں میں نے کیا ہے۔ ہمیں قانون کی پاسداری کے کلچر کو اپنی ذات سے اپنے گھر کی دہلیز تک لے کر جانا ہے یوں خاندان کی سطح پر اگر قانون کی پاسداری کا چلن فروغ پائے گا تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم ایک مہذب اور قانون پر عمل کرنے والی قوم کی حیثیت سے معاشرے میں اپنا تشخص نہ منوا سکیں۔ جہاں تک ایجوکیشن یونٹ کی کاوشوں کا تعلق ہے مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ فیصل آباد کی ٹریفک پولیس تعلیمی اداروں میں خصوصی لیکچرز کے ذریعے نئی نسل کو ٹریفک قوانین پر عملدرآمد کے لئے جو کردار ادا کر رہی ہے اس کے یقیناً دلکش اثرات آنے والے دنوں میں ظہور پذیر ہو سکیں گے۔

اگر ہم اپنے آپ کو ملکی قوانین کے احترام کے حوالے سے پابند بنالیں تو اس سے نہ صرف ٹریفک حادثات کو کم سے کم سطح پر لایا جا سکتا ہے بلکہ اس سے ٹریفک کی روانی اور انسانی بقاء کے اعلیٰ معیارات کے حصول میں مدد مل سکے گی۔ میں دعا گو ہوں کہ نہ صرف فیصل آباد میں بلکہ پاکستان کے قریہ قریہ اور کوچہ کوچہ بسنے والے افراد ملکی شاہراہوں پر ایک نظم وضبط کے ساتھ رواں دواں رہیں تاکہ ٹریفک کے ساتھ ساتھ انسانی جسم میں خون کی روانی بھی تسلسل کے ساتھ چلتی رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ عطا کرکے اسے یہ فہم وفراست عطا کی ہے کہ وہ اپنی زندگی کو ٹریفک کی بدنظمی کی نذر کرکے ناشکری کا ارتکاب کرے۔ خدا کرے کہ میرے دیس کی شاہراہوں پر ایک دوسرے کے احترام اور قوانین کی پاسداری کے نئے سنگ میل نصب ہو سکیں اور ان سڑکوں پر ٹریفک کی بدنظمی اور افراتفری کی بدولت معصوم جانوں کا اتلاف اور انسانی خون کی ارزانی کے مناظر وقت کی اہم پوری بے رحمی کے ساتھ نہ دیکھ سکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین

Scanned with CamScanner

سڑک

تحریر۔ عابد کمالوی

زندگی ایک سڑک کی مانند ہی تو ہے کہ سڑکوں میں چوراہے ہوتے ہیں یعنی ایسے مقامات جہاں پورب سے پچھم جانے والی سڑک پر ان مسافروں کیلئے راستہ ہوتا ہے جو شمال سے جنوب اور جنوب سے شمال کی طرف جانا چاہتے ہوں زندگی کی اس شاہراہ پر کچھ تو بگٹٹ دوڑے جا رہے ہیں چیتے کی طرح اور کچھ ایسے بھی ہیں جو کچھوے کی رفتار پر زندگی کا سفر طے کر رہے ہیں اور وہ بھی ہیں جو زمانے کی رفتار سے آگے نکلنے کیلئے زندگی کی سڑک پر چلنے کیلئے مقررہ سپیڈ یعنی (حد رفتار) سے بھی تیز بھاگ رہے ہیں منزل کا تعین کئے بغیر منزل کی خبر رکھے بغیر ایسے لوگوں کے بارے حضرت غالب نے کہا۔

رو میں ہے رخشِ عُمر کہاں دیکھئے تھمے　　　نے ہاتھ باگ پہ ہے نے پا ہے رکاب

ن ہماری یہ مثال ہے کہ ہم گھروں اور بازاروں کے تھڑوں، پارکوں، ہوٹلوں اور دوسرے مقامات پر تاش، لڈو اور شطرنج گھنٹوں کھیلتے ہیں لیکن جب سڑک پر آتے ہیں تو ہماری "جلدی" سنبھالی نہیں جاتی جس کا نتیجہ ایک دوسرے کے ساتھ الجھنے، لڑنے، جھگڑنے یا حادثے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ منیر نیازی نے ایسی ہی کیفیت کے بارے کہا تھا۔

منیر اس ملک پر آسیب کا سایہ ہے یا کیا ہے　　　کہ حرکت تیز تر ہے اور سفر آہستہ آہستہ

کچھ لوگ شاہراہ زندگی پر ایسے چلتے ہیں جیسے یہ صرف ان کیلئے ہے حالانکہ دوسرے بھی بہت سے چلنے والے ہیں لیکن وہ ان کا احساس نہیں کرتے وہ انہیں اپنے پاؤں یا سواریوں کے نیچے کچل کر آگے نکلنا چاہتے ہیں، ہماری تاریخ ایسے ہلاکو اور چنگیز خانوں سے بھری پڑی ہے جو عیش میں یاد خدا اور طیش میں خوف خدا سے غافل رہتے ہیں اور صفحہ تاریخ پر ان کے ناموں کے آگے بھیڑیے، درندے، سنگدل، فرعون، یزید اور وحشی جیسے الفاظ لکھے ہوتے ہیں۔ جس طرح دنیا میں سڑک پر پوری ٹریفک ایک قانون کے تحت چلتی ہے اسی طرح انسانی زندگی کی سڑک کیلئے قانون اور ضابطے وضع کر دیئے گئے ہیں۔ "ٹریفک قانون کے تحت یہ قاعدہ مقرر کیا گیا ہے کہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ایک طرف کی سڑک پر لال سگنل اور ہرا سگنل استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک گاڑی چلتے چلتے چوراہے پر پہنچتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کے سامنے لال سگنل روشن ہو گیا ہے تو وہ وہیں رک جاتی ہے تاکہ دوسری سڑک سے چلنے والی سواریوں کو گزرنے کا موقع دے دے جب دوسری سڑک کی سواریاں نکل جاتی ہیں تو لال سگنل کی جگہ ہرا سگنل روشن ہو جاتا ہے اب آپ کی سواری کیلئے موقع ہوتا ہے کہ وہ چوراہے کو پار کرے اور اپنا سفر جاری رکھے۔

چوراہے کا یہ قانون زندگی کا قانون بھی ہے۔ زندگی کی سڑک کوئی خالی سڑک نہیں، جس پر آپ اپنی مرضی کے مطابق صرف اپنی گاڑی دوڑاتے رہیں یہاں دوسرے بھی بہت سے ایسے لوگ ہیں اور وہ بھی اپنا اپنا سفر طے کرنا چاہتے ہیں۔ ضروری ہے کہ ہر ایک اپنے اندر یہ وسعت اور لچک پیدا کرے کہ وہ یہاں خود راستہ لینے کیساتھ ساتھ دوسروں کو بھی راستہ دے جو لوگ اپنے اندر یہ حکمت پیدا نہ کریں ان کا انجام ایسے ہوگا جیسے کوئی ایسا چوراہا ہو جہاں کوئی ڈرائیور اپنی گاڑی کو نہ روکے، ہر ایک بس اندھا دھند اپنی سواریاں دوڑا تا رہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ زندگی کی شاہراہ پر آگے بڑھیں تو آپ کو دوسروں کیلئے بھی گزرنے کا موقع دینا ہوگا۔

تو اے صاحبان بصیرت کبھی ہم نے سوچا کہ ہم نے زندگی کی اس سڑک کا کیا حال کر دیا ہے ہم نے اس پر گڑھے کھود رکھے ہیں ہم نے اس پر طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا کر دی ہیں۔ اس پر کانٹے اور کانچ بچھا دیئے ہیں ہم نے زندگی کی اس سڑک کو اس قدر خوفزدہ بنا دیا ہے کہ اس پر چلتے ہوئے یہی دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کہیں سے کوئی خونی دھاتی ڈور کسی معصوم کا گلا نہ کاٹ دے، کوئی ان دیکھی گولی سر یا سینے سے پار نہ ہو جائے، کوئی خودکش آرام سے گزرتے ہوئے مسافروں کو اپنی دہشت کا نشانہ نہ بنا دے، کوئی رہزن زادِ راہ نہ لے اڑے، کوئی سڑک کنارے کھڑی سواریاں چوری نہ کر لے، کوئی اُچکا بے ہوشی والی کوئی چیز سونگھا کر لوٹ نہ لے، کوئی مجرم کسی معصوم کو اغواء نہ کرے، کسی دوشیزہ کی عصمت نہ لٹ جائے ہم زندگی کی اس سڑک پر روزانہ اتنے جنازے دیکھتے ہیں، اتنی میتیں اپنے ہاتھوں سے اٹھاتے ہیں لیکن تھوڑی دیر رک کر اس اندوہناک واقعہ کے بارے میں نہیں سوچتے جس نے چند ثانئے قبل جیتے جاگتے انسان کو میت میں بدل دیا۔ شاید انسانوں کی ایسی ہی کیفیت پر کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

حادثے سے بڑا سانحہ یہ ہوا　لوگ ٹھہرے نہیں حادثہ دیکھ کر

تو میرے چارہ گرو! زندگی کی اس سڑک کو محفوظ بنانے کی کوئی تدبیر کرو، وہ دعائیں یاد کرو جو گھر سے نکلتے وقت سڑک پر چلتے اور سڑک کے کنارے بنی دکانوں اور مکانوں میں پڑھی جاتی ہیں جنہیں پڑھنے والے محفوظ و مامون رہتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

سگنل

پروفیسر ڈاکٹر شمشاد اختر
گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج، گوجرہ

فائنل ایئر کلاس کا آخری دن تھا۔ پروفیسر صاحب کلاس میں داخل ہوئے، حسبِ معمول لیکچر شروع کرنا چاہا مگر طلبا نے اصرار کیا کہ سر آج کچھ باتیں ہو جائیں۔ پروفیسر صاحب نے کلاس کا موڈ بھانپتے ہوئے ایک کہانی شروع کی۔

بچو! ایک دفعہ جنگل میں ایک درخت کی شاخ پر ایک چڑیا بیٹھی تھی وہ چڑیا راجپوت چڑیا تھی۔ کلاس میں بے چینی محسوس ہوئی تو پروفیسر صاحب نے پوچھا کیا چڑیا کے کردار پر آپ کو اعتراض ہے؟۔ ایک BOLD شاگرد نے کہا سر چڑیاں راجپوت نہیں ہوا کرتی۔ سر نے کہا چلو وہ چڑیا جاٹ تھی کلاس حوصلہ پا چکی تھی۔ طلبا نے کہا سر چڑیا جاٹ بھی نہیں ہوتی، سر نے کہا اچھا چلو چڑیا ارائیں ہوگی، گجر ہوگی، پٹھان ہوگی، ملک ہوگی یا شیخ ہوگی مگر طلبا تسلیم کرنے سے انکاری تھے۔ سر نے پینترا بدلا چلو یوں سمجھو وہ چڑیا سُنی تھی طلبا نے کہا سر یہ کیسے ہو سکتا ہے چلو پھر وہ شیعہ ہوگی، اہلحدیث ہوگی، دیوبندی ہوگی مگر طلبا ماننے سے انکاری تھے۔

کہانی وہیں کھڑی تھی، پروفیسر نے کہا یوں مان لو چڑیا پنجابی تھی۔ بچے پھر بضد تھے چڑیا پنجابی، سندھی، پٹھان، بلوچ نہیں ہو سکتی۔ سر نے اب سختی سے کہا کہانی آگے چلنے دو چلو چڑیا مسلم لیگی ہوگی، شاگرد گستاخانہ حوصلہ پا چکے تھے پھر انکاری تھے۔ کہا چلو وہ پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتی تھی یہ بھی نہیں تو چڑیا جماعت اسلامی کی رکن تھی یا چلو وہ عمران خان صاحب کی جماعت کی مقامی صدر تھی۔ بچے پھر بضد تھے کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ پروفیسر نے آخر پوچھا آپ کو چڑیا کی مذہبی، سیاسی، علاقائی، وراثتی تفریق پر انکار کیوں ہے۔ بہادر شاگرد کے منہ سے اچانک نکل سر چڑیا تو معصوم ہوتی ہے وہ ان گروہ بندیوں پر یقین نہیں رکھتی۔ استاد نے کہا اس کا مطلب ہے! جوان پر یقین رکھتے ہیں وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں ہوتے۔ سگنل سبز ہو چکا تھا۔ پیغام پہنچ چکا تھا عقدہ کھل چکا تھا کہ یہ گروہ بندیاں صرف اور صرف مفاد کی بنیادوں پر استوار ہیں اور دوسروں کا حق چھیننے کیلئے ہیں۔ ان کا مقصد اپنی بزدلی چھپانے کی سعی ہے۔ جب تک انسان نیزہ تانے شیر کو تنہا للکار رہا تھا بہادر تھا اور جب انسان گروہ بنا کر شیر کو گھیر کر مارنے لگا، بہادری رخصت ہوئی اور پھر یہ سلسلہ اس نے خود اپنی نوع کے حقوق کی پامالی کیلئے استعمال کرنا شروع کر دیا اور یوں انسان انسان نہ رہا جاٹ بن گیا، سنی بن گیا اور مسلم لیگی بن گیا۔

پروفیسر صاحب نے کہا تو پھر ایک حقیقی کہانی سنو۔ سنا ہے ایک دفعہ دیوتاؤں نے ایک خوبصورت تخلیق کا فیصلہ کیا۔ پھولوں سے رنگ چرائے گئے، حسینوں سے حسن مستعار لیا گیا، پانچ دریاؤں، سینکڑوں گنگناتی ندیوں کو اس کی سیرابی کا حکم ملا۔ ہمالیہ سے کہا گیا خوبصورت چوٹیوں سے اس کا حصار قائم کرو۔ ہواؤں سے کہا گیا اپنی تمام صنفوں سے اس پر گزرگاہیں بنا دو۔ وادیوں کو حکم ہوا اپنی تمام تر خاموشیاں لے کر اس پر بسیرا کریں۔ ہیرے جواہرات کی کانیں اس کا سنگھار ٹھہریں معدنیات کے خزانے اس کا زیور بنیں، زرخیز زمینوں کو اس پر پھیلا دیا گیا۔ موسم کے تغیرات کو حکم ملا اس تخلیق کو حسن کے سارے ذائقے عطا کریں۔

پھر دنیا کی بہترین خصوصیات کے حامل بہادر، جفاکش، معصوم، خوبصورت، جسمانی اور ذہنی صحت سے مالا مال لوگ اس تخلیق پر بسا کر اسے سندِ تکمیل عطا ہوئی۔ ایک انتہائی باصلاحیت دیوتا کو اس کی حفاظت کا فریضہ سونپا گیا۔ دیوتا الفاظ اور اعمال کا ساحر تھا۔ نوزائیدہ تخلیق اپنے محافظ دیوتا کی پناہ میں آہستہ آہستہ نشوونما پانے لگی۔ اور پھر پیارے بچو دیوتاؤں کو جانے کیا سوجھی اور یوں بھی دیوتاؤں کے فیصلے عجیب ہی ہوا کرتے ہیں۔ اس باصلاحیت دیوتا کو واپس بلا لیا گیا اور دیوتا معصوم تخلیق کو بحیرہ عرب اور ہمالیہ سے گھری محفوظ وادی میں روتا چھوڑ کر رخصت ہو گیا۔ بچہ بہت پیارا تھا۔ بچے کا سرخ وسفید رنگ چمکتی دھوپ اور چاند کی چاندنی میں خوب جچتا تھا۔ بچے کے جسم میں خون کی سرخیوں کو دیکھ کر بڑی بڑی چونچوں والے گدھ اس کے جسم پر اتر آئے اور اپنی ناپاک چونچیں اس کے مقدس بدن میں گاڑ کر خون چوسنے اور گوشت کھانے لگے۔ تخلیق بے بس تھی اور اسکے باسی سادہ دل گدھوں کے خون چوسنے کے عمل کو بھی مشیت ایزدی سمجھتے رہے۔

پھر ایک بڑی چونچ والا بڑا گدھ تخلیق کا ایک بازو کاٹ کر لے گیا بچہ درد سے چلا اُٹھا سادہ لوح باسی غضب ناک ہو گئے مگر گدھ چالاک تھے اور موقع شناس۔ انہوں نے چونچوں کو مختلف رنگ دے دیئے اور باسیوں کو یقین دلایا کہ یہ رنگ والی چونچیں کاٹ نہیں رکھتیں۔ پھر عجیب چلن ٹھہرا مختلف رنگوں کی چونچوں والے گدھوں نے اپنے گروہ بنا لئے۔ چونچ رکھنا محترم ٹھہرا اور بے چونچ ہونا بے توقیر۔ تقریباً سب نے چہروں پر چونچیں سجا لیں اور حسبِ استطاعت تخلیق کا گوشت نوچنے لگے۔ اور اب تو عجیب موسم ہے تخلیق کی چیخیں سن کر اب اس کے باسیوں کے خون میں بھی غصہ کا ابال نہیں آتا بس ہر باسی یہ دیکھتا ہے کہ کیا چونچ کا رنگ اسکا پسندیدہ ہے یا نہیں۔ یا پھر تخلیق کے نقشے پر گدھوں کو ان جگہوں کی نشاندہی کرتا ہے جہاں اس کی پسندیدہ چونچ والا گدھ چونچ گاڑ سکے۔ پروفیسر کی کہانی جاری تھی اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے، کلاس کی آنکھیں پرنم تھیں مگر ان پرنم آنکھوں سے موقع پرست گدھوں کی چونچیں نہیں ٹوٹ سکتیں پھر پروفیسر چونک پڑا ہر طالب علم کی آنکھ میں سرخ سگنل کی بتی روشن تھی جس کے بعد سبز بتی جلنی ہوگی، جو دیوتا کی دوبارہ آمد کا اشارہ ہوگی۔ پروفیسر کے الفاظ گونج رہے تھے اپنے اپنے چہرے کو ضرور ٹٹولو بچو! چہرے پر چونچ اگر ہو تو توڑ ڈالو ورنہ سوچ لو سبز بتی ہونے کو ہے اگر دیوتا آ گیا تو چونچ والوں کا کیا ہوگا۔

Scanned with CamScanner

انسان سازی

اسلم شنکر
ڈی۔ایس۔پی۔ٹریفک جھنگ

ہمارا سب سے گھمبیر المیہ یہ ہے کہ ہم نے "ہم" اور "میں" کی تفریق کو ختم کرنے کیلئے آج تک نہیں سوچا۔ ساری قوم بشمول میرے "میں" کے مفہوم سے "ہم" کی قوت میں مدغم نہیں ہوسکی۔ میرا مال، میری نوکری، میری کُرسی، میری حیثیت، میرا رتبہ، میرا علاقہ، میرا فرقہ، میری عزت، میرا فائدہ، میرا نقصان، میرا نظریہ، میری پارٹی، میرے مفادات اور میری پہچان اگر صرف میرا کی جگہ ہماری سوچ میں ہمارا شامل ہوجائے تو ہم پسماندگانِ دشت کے طبقے سے اُبھرا ہوجائیں گے ہمیں اس امر سے بخوبی آشنا ہونا چاہیے کہ بیرونی ملک دشمن عناصر ہماری انفرادیت پر حملہ آور ہونیکی بجائے اجتماعیت کو نشانہ بناتے ہیں اور ہمیں ایک قوم ہی گردانتے ہیں جبکہ ہم تعصبات کا شکار ہوکر دشمنانِ ملک وقوم کو تقویت پہنچانے میں سرگرم عمل ہیں۔

"خدا کے واسطے الزام ناخدا کو نہ دو　　　سفینے خود ہی اُبھرتے ہیں ڈوبنے کیلئے"

کبھی ہم نے سوچا کہ سید وارث شاہ کی تخیلاتی جنت (جھنگ) جسکی حدود لاہور اور ساہیوال تک تھیں کو فرقہ واریت کی وجہ سے جہنم کس نے بنا دیا؟ لال مسجد آپریشن کا ذمہ دار کون ہے؟ کالا باغ ڈیم کیوں نہیں بن رہا؟ مساجد میں دھماکوں کی کیا وجہ ہے؟ خودکش دھماکوں کا سلسلہ کیوں شروع ہوگیا؟ اس طرح کے سینکڑوں سوالات جواب کے منتظر ہیں حالانکہ جواب ہم سب کے اندر موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمیں معیشت سازی، قانون سازی، ملک سازی، ثقافت سازی، کردار سازی، صنعت سازی اور آئین سازی کی بجائے انسان سازی کی ضرورت ہے۔

جذبہ ایثار وقربانی، جذبہ انسانیت اور جذبہ حُب الوطنی کی ضرورت ہے۔ مجھے پاکستان کی عظیم لوک فنکارہ ریشماں کا وہ جملہ یاد آرہا ہے جو انہوں نے بھارتی وزیراعظم اندرا گاندھی کی طرف سے دی جانیوالی بھارتی قومیت کی پیشکش پر کہا تھا کہ "میں بھارت کی شہریت قبول تو کرلوں مگر اُس عظیم مادرِ وطن عزیز کو کس طرح چھوڑ دوں جس نے کھدر کو ریشماں بنا دیا"۔ اگر یہی جذبہ ہر پاکستانی میں پیدا ہوجائے تو ہمارا ملک چشمِ زدن میں ترقی کی فلک بوس منازل کو چھوتا نظر آئیگا اور اگر اسی مادرِ عزیز کے بیٹے صحافیوں کے روپ میں زرد صحافت کا حصہ بن کر، پولیس والوں کے روپ میں ظلم وتشدد کا نشان بن کر اور وکیلوں کے روپ میں قاتلوں کی وکالت کر کے اپنی ماں کے سینے کو داغدار کرتے رہے تو۔۔۔۔۔۔۔۔62 برس گزر جانے کے بعد کم از کم ہمیں اپنے اور اپنے ملک کے مشترکہ مفادات اور سالمیت کی خاطر یکجا اور متفق ہوجانا چاہیے تاکہ ہم اپنی کھوئی ہوئی پہچان اور عظمت کو دوبارہ برقرار کرسکیں۔ خالقِ کائنات ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

"ہم تو سن ہمت کو جب ایڑ ذرا دیں گے　　　ٹھوکر سے گرا دیں گے رستے کی چٹانوں کو"

حُسنِ کارکردگی

اٹھارویں بیس بال چیمپئن شپ میں جناب آئی۔جی پنجاب، شوکت جاوید صاحب کی طرف بہترین کارکردگی پر کانسی کا تمغہ دیا گیا۔

سید درِ حُسین T.W

سینئر ٹریفک وارڈن رائے اللہ دتہ نے سیکٹر کوتوالی میں تعیناتی کے بعد سیکٹر میں طویل عرصہ سے موجود لاوارث گاڑیوں کی چھان بین کر کے اُنکے وارثان تک پہنچانے کا سلسلہ شروع کیا ہے اور جسے عوام اور افسران نے بہت سراہا ہے۔

T20 کرکٹ ٹورنامنٹ منعقدہ پنجاب میڈیکل کالج گراؤنڈ، فیصل آباد جیتنے پر کنگ وارڈنز الیون مہمانِ خصوصی چوہدری جاوید انور (DSP پیپلز کالونی) کے ہمراہ

آل پاکستان شوگر کانفرنس جس کا انعقاد پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں Emed کے زیر اثر ہوا۔ شوگر کی بیماری کے تدارک اور احتیاط پر زور دینے اور عوام الناس میں اس کی تشہیر کی خاطر آل پاکستان مشاعرے کا انعقاد ہوا اور اس مشاعرے میں پاکستان بھر میں سید مطیع ترمذی (ٹریفک وارڈن) کی نظم نے پہلی پوزیشن حاصل کرتے ہوئے سٹی ٹریفک پولیس کی ترجمانی کی۔

Scanned with CamScanner

انٹرویو — ملک احمد رضا طاہر (ریجنل پولیس آفیسر فیصل آباد)

تعارف

آپ کا تعلق اعوان فیملی سے ہے اور آبائی علاقہ وادی سون سکیسر ضلع خوشاب ہے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے انگلش لٹریچر میں ماسٹر ڈگری حاصل کرنے کے بعد 1976 میں (ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ) بطور لیکچرر گورنمنٹ کالج ساہیوال تعینات ہوئے جبکہ 1982 میں مقابلے کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے کے بعد ان کی پہلی تعیناتی بطور ASP شاہپور (سرگودھا ڈویژن) میں ہوئی۔ بعدازاں پیشہ ورانہ صلاحیتوں کی بناء پر آپکو پولیس کے تقریباً تمام شعبوں میں مختلف ادوار میں مختلف عہدوں پر نہ صرف پنجاب بلکہ صوبہ سرحد، بلوچستان اور سندھ میں بھی فرائضِ منصبی کی انجام دہی کا موقع ملا۔

دورانِ سروس اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک آپ تقریباً "16" تربیتی کورسز میں حصہ لے چکے ہیں اسکے علاوہ آپ (94-1992) بوسنیا میں اقوام متحدہ کے مشن میں بھی خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔ آجکل آپ فیصل آباد ریجن میں بطور ریجنل پولیس آفیسر تعینات ہیں اور ڈسٹرکٹ فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، جھنگ اور چنیوٹ میں پولیس کی کمانڈ کر رہے ہیں۔ کرکٹ آپکا پسندیدہ کھیل ہے اور انگلش ادب میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ آپ بہت شائستہ، نرم گفتار اور لطیف طبیعت رکھتے ہیں۔ اسکے ساتھ آپ ایک سنجیدہ اور پروفیشنل پولیس آفیسر بھی ہیں۔

سوالات وجوابات

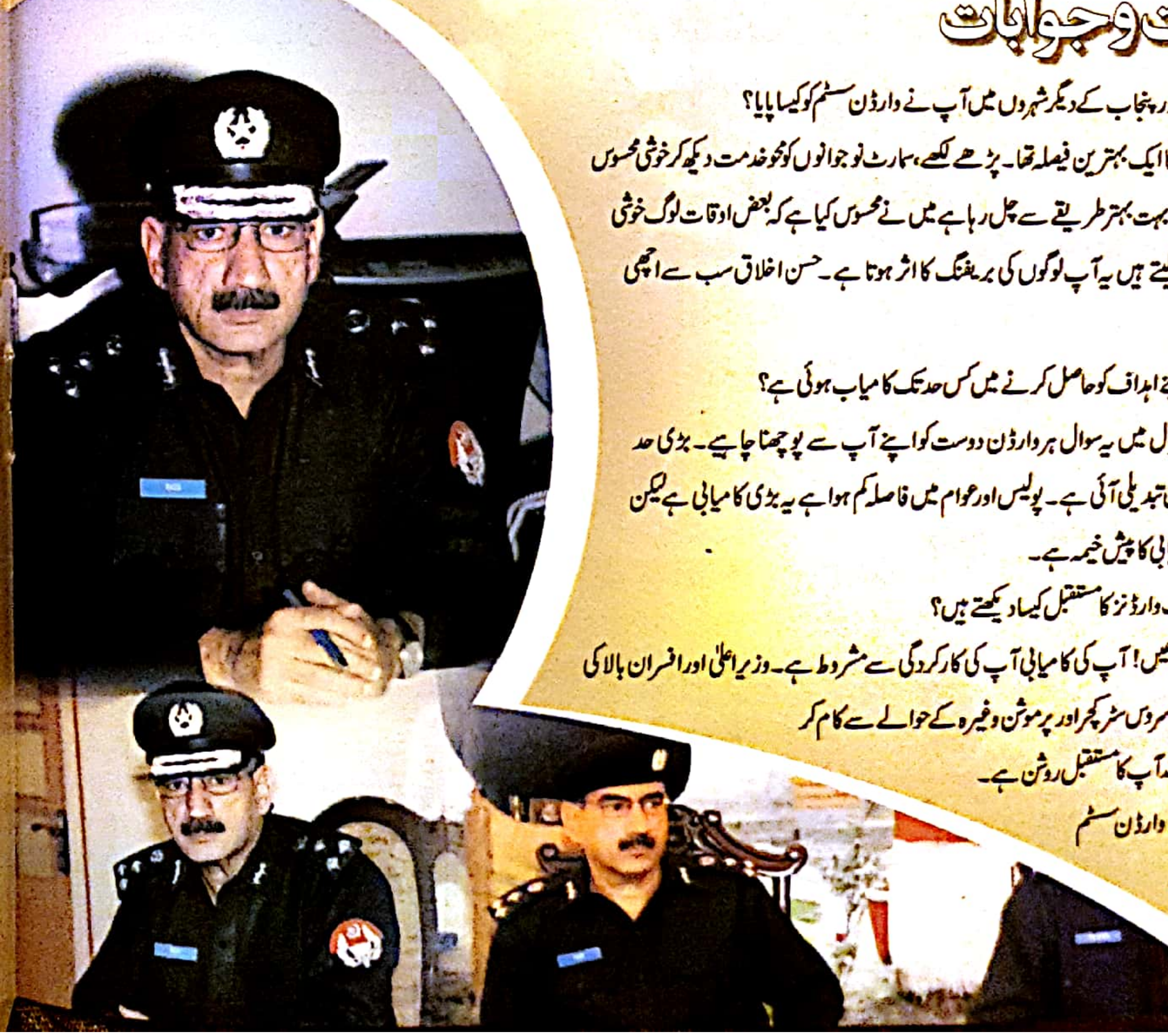

سگنل: فیصل آباد اور پنجاب کے دیگر شہروں میں آپ نے وارڈن سسٹم کو کیسا پایا؟

جواب: یہ حکومت کا ایک بہترین فیصلہ تھا۔ پڑھے لکھے، سمارٹ نوجوانوں کو محو خدمت دیکھ کر خوشی محسوس ہوتی ہے۔ یہ سسٹم بہت بہتر طریقے سے چل رہا ہے میں نے محسوس کیا ہے کہ بعض اوقات لوگ خوشی خوشی چالان کروا لیتے ہیں یہ آپ لوگوں کی بریفنگ کا اثر ہوتا ہے۔ حسن اخلاق سب سے اچھی پہچان ہے۔

سگنل: یہ فورس اپنے اہداف کو حاصل کرنے میں کس حد تک کامیاب ہوئی ہے؟

جواب: میرے خیال میں یہ سوال ہر وارڈن دوست کو اپنے آپ سے پوچھنا چاہیے۔ بڑی حد تک عوامی رویہ میں تبدیلی آئی ہے۔ پولیس اور عوام میں فاصلہ کم ہوا ہے یہ بڑی کامیابی ہے لیکن مستقل مزاجی کامیابی کا پیش خیمہ ہے۔

سگنل: آپ ٹریفک وارڈنز کا مستقبل کیسا دیکھتے ہیں؟

جواب: ہمیشہ یاد رکھیں! آپ کی کامیابی آپ کی کارکردگی سے مشروط ہے۔ وزیراعلیٰ اور افسران بالا کی کمیٹیاں آپ کے سروس سٹرکچر اور پروموشن وغیرہ کے حوالے سے کام کر رہی ہیں۔ انشاء اللہ آپ کا مستقبل روشن ہے۔

سگنل: کیا ٹریفک وارڈن سسٹم کو صوبائی سطح پر پھیلانا چاہیے؟

جواب: آپ لوگ بہت اچھی سروس فراہم کر رہے ہیں۔ عوام نے اسے پسند کیا ہے۔ واقعی اس سے ٹریفک پولیس کے کلچر میں مثبت تبدیلی آئی ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کیساتھ ساتھ ٹریفک والیم میں اضافہ بھی اس بات کا متقاضی ہے کہ اس سروس کو صوبائی سطح پر پھیلایا جائے۔

سگنل: ملکی حالات کے پیش نظر کیا ٹریفک وارڈنز کے پاس اسلحہ ہونا چاہیے؟

جواب: آپ کی بنیادی ذمہ داری ٹریفک کنٹرول کرنا ہے۔ تاہم میں یہ سمجھتا ہوں کہ ملکی حالات اس نہج پر نہیں کہ ٹریفک وارڈنز کو مسلح کیا جائے۔

سگنل: ضلع پولیس اور ٹریفک وارڈنز کے مابین باہمی تعاون بہت کم ہے۔ اسے کس طرح فروغ دیا جا سکتا ہے؟

جواب: دونوں شعبوں کا باہمی تعاون لازم و ملزوم ہے لیکن ایک اصول ہمیشہ یاد رکھیں Give Respect, Have Respect تعاون کی فضاء کو پروان چڑھانے کیلئے بہت ضروری ہے۔ میں دونوں شعبوں کے افسران کو ہدایت کروں گا کہ ایسا لائحہ عمل تیار کریں جس سے باہمی رابطہ اور تعاون نہ صرف فروغ پائے بلکہ برقرار رہے۔

سگنل: اس سسٹم کو موثر بنانے کیلئے کیا لائحہ عمل اپنانا چاہیے؟

جواب: بلاشبہ بہتری کی گنجائش ہر جگہ موجود ہوتی ہے۔ یہ نوجوان فورس بہت پوٹینشل کی متحمل ہے جسے بروئے کار لانے کی ضرورت ہے میرے خیال میں وارڈن فورس کو ضلعی پولیس کے ساتھ کم از کم تین ماہ تک ریگولر تربیت کا موقع دیا جانا چاہیے تا کہ یہ محکمانہ رموز و اوقاف سے واقفیت بھی حاصل کر لیں۔ نیز ان تعلیم یافتہ نوجوانوں کو موٹروے اور دیگر پولیس کی طرح بیرونِ ملک کورسز میں ملکی نمائندگی کا موقع دیا جانا چاہیے۔

سگنل: ٹریفک ایجوکیشن بارے آپ کی رائے؟

جواب: ٹریفک ایجوکیشن وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اسکا آغاز سکولز، کالجز اور یونیورسٹیز سے کیا جانا چاہیے۔ اسکے علاوہ سٹوڈنٹس، سکاؤٹس کو اپنے ساتھ چوراہوں میں ملا کر تربیت دیں تا کہ آپکا پیغام جلد اور موثر طریقے سے زیادہ لوگوں تک پہنچے۔ میں سمجھتا ہوں کہ لائن اینڈ لین سسٹم کو ترویج دیکر ٹریفک کے Smooth Flow کو یقینی بنایا جا سکتا ہے اور یہ ایجوکیشن سے ہی ممکن ہے۔

سگنل: ٹریفک سسٹم کی بہتری کیلئے میڈیا کے کردار پر روشنی ڈالیں؟

جواب: نہ صرف ٹریفک شعور کی آگاہی بلکہ مکمل ٹریفک سسٹم کی بہتری میں میڈیا اہم ترین کردار ادا کر سکتا ہے۔ میڈیا کو ٹریفک وارڈنز کی کمی کجی کی نشاندہی کیساتھ ساتھ اس سسٹم پر اثر انداز ہونے والے دیگر عوامل کا احاطہ بھی کرنا چاہیے۔

سگنل: آخر پر کوئی پیغام؟

جواب: آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ کو خدمتِ خلق کا عظیم موقع ملا ہے۔ بزرگوں، بچوں اور خواتین کو شاہراہوں پر تحفظ فراہم کرنا، قانون کا منصفانہ اور غیر جانبدارانہ نفاذ آپکی اولین ترجیح ہونا چاہیے۔ بعض اوقات دیکھنے میں آیا ہے کہ افسران کی معمول کی آمد و رفت کے دوران سڑک اور ٹریفک سگنل کو بند کر کے گزارنے کی کوشش کی جاتی ہے جس سے عام شہریوں پر پولیس اور حکومت کا منفی تاثر پڑتا ہے۔ اس رجحان کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔ چالان کی بجائے وارننگ دیں اور ملکی حالات کے پیش نظر باہمی تعاون کو فروغ دیں اور ناکہ و چیک پوائنٹ ڈیوٹی سرانجام دیتے ہوئے اپنے گردونواح پر کڑی نظر رکھیں تا کہ امن و امان کی فضاء برقرار رکھی جا سکے۔

Scanned with CamScanner

پھول جیسے مسکراتے چہرے

ڈاکٹر محمد جلال عارف
(پرنسپل آفیسر شعبہ تعلقات عامہ و مطبوعات زرعی یونیورسٹی فیصل آباد)

جون کی آگ برساتی دوپہر تھی، آسمان سے گویا شعلے برس رہے تھے، زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کی مین روڈ خلاف معمول خالی تھی اور دور دور تک سڑک پر گرمی کی حدت کے آثار نمایاں تھے۔ پرندوں نے درختوں پر پناہ لے رکھی تھی۔ اکا دکا پرندہ بہتے پانیوں میں ڈبکی لگا کر گرمی سے نجات کا اہتمام کرنے میں مگن دکھائی دیتا تھا۔ یونیورسٹی کی مختلف عمارتوں میں لوگ خود کو گرمی سے محفوظ رکھنے کے لئے پناہ لئے ہوئے تھے۔ جس دوران بجلی کی بندش کا سلسلہ شروع ہوتا لوگ بھاگ کر قریبی درختوں اور بالکونیوں میں دفتری فائلیں لے کر پنکھے کے طور پر انہیں استعمال کرنے کے لئے نکل آتے تھے۔ اس نامہربان دوپہر کو مجھے اچانک ایک ضروری کام سے کیمپس سے باہر جانا پڑا، اپنی ذاتی گاڑی میں بیٹھتے ہوئے مجھے یوں محسوس ہوا گویا میں کسی تندور میں جا اٹکا ہوں۔ پسینے کی نا ختم ہونے والی ایک لہر نے میرے جسم کو اپنے پہلو میں لے لیا تھا اور میں سر سے پاؤں تک مکمل طور پر بھیگ گیا۔ گاڑی سٹارٹ کی، کچھ دیر بعد اے سی آن کیا تو گاڑی کا اے سی کام کرنا چھوڑ گیا۔ مجبوراً مجھے گاڑی کے شیشے کھول کر اپنے سفر کو جاری رکھنا پڑا۔ جوں جوں میں سفر کر رہا تھا گویا یوں لگتا تھا جیسے آگ کا ایک دریا ہے جس میں سے اپنی گاڑی گزار کر منزل مقصود کی جانب رواں دواں ہوں۔ مجھے پہلی بار احساس ہوا کہ گاڑی کا اے سی کتنی بڑی نعمت کا درجہ رکھتا ہے۔ میرے جسم کے پسینے نے بہتے بہتے پاؤں سے پھسل کر گاڑی میں اترنا شروع کر دیا۔

گرمی کی اتنی ناخوشگوار حدت کے باوجود میں اپنا سفر جاری رکھے ہوئے تھا لیکن اچانک یونیورسٹی کے صدر دروازے پر لگے ہوئے اشاروں نے مجھے رکنے پر مجبور کر دیا۔ میرا جی چاہتا تھا کہ گاڑی سے نکل کر سرخ اشارے کو سبز میں تبدیل کروں اور تیزی سے اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہو جاؤں۔ عمومی طور پر یونیورسٹی سے شہر کی طرف جانے والوں کے لئے چند سیکنڈ سبز بتی روشن ہوتی ہے۔ اس روز بھی یہی کچھ ہوا لیکن جیل روڈ پر ایک ایمبولینس کی آواز سنائی دی جس کی وجہ سے وہاں پر موجود ٹریفک وارڈن نے کمال مستعدی سے یونیورسٹی سے شہر جانے والے لوگوں کو روک کر دائیں جانب کی ٹریفک کو رواں دواں کرتے ہوئے ایمبولینس کے لئے راستہ کلیئر کروا دیا۔ یوں مجھے چند منٹ کے لئے مزید جون کی جھلساتی ہوئی گرمی میں رکنا پڑا۔ میرا گرمی کی وجہ سے اور بھی حال بے حال سا ہونے لگا لیکن مجبوری تھی شاید ہماری اس قربانی کی وجہ سے کسی مریض کی زندگی کی ٹوٹتی ہوئی سانسوں کی بحالی کا اہتمام ہو سکے۔

ایک مدت بعد اس شہر کی شاہراؤں پر ٹریفک کے سیل رواں کو قابو کرنے کے لئے خوش لباس اور خوش گفتار نوجوان ٹریفک وارڈنز کو ڈیوٹی دیتے ہوئے دیکھ کر مجھے بہت اچھا لگا کہ یہی نوجوان نسل نہ صرف ہمیں شاہراؤں پر ترتیب کے ساتھ چلنے میں مدد و معاون ثابت ہو سکتی ہے بلکہ ہمیں بحیثیت منظم قوم ایک ترتیب اور ترکیب میں ڈھال کر پوری دنیا کے سامنے خوشگوار انداز سے پیش کر سکتی ہے ابھی ہم تبدیلی کے ایک ایسے سفر پر نکلے ہیں جس میں بہت سی ناکامیاں اور پریشانیاں ہمارے راستے میں حائل ہیں قوموں کی زندگی میں یہ عارضی لمحات آیا کرتے ہیں جس سے عہدہ برآں ہونے کیلئے ایک جذبے اور جنون کی ضرورت ہوتی ہے۔ خداوند کریم نے ہمیں وہ جذبہ عطا کیا ہے میں ٹریفک کے ہجوم میں گھرا اپنے تابناک مستقبل کی جانب دیکھ کر خوشی سے پھولا نہیں سماتا تھا پھر مجھے پھول کی طرح دمکتا ہوا اور مہکتا ہوا ٹریفک وارڈن کا چہرہ دکھائی دیا جس کی مہک ابھی لوگوں کی نفرتوں سے مرجھا نہیں پائی تھی میں جانتا ہوں کہ پولیس بالخصوص ٹریفک پولیس کے بارے میں لوگوں کی رائے حوصلہ افزا نہیں ہے اس میں ماضی کے وہ مخصوص چہرے ملوث ہیں جنہوں نے ٹریفک پولیس کو بدنام کرنے میں اپنے کردار کو شامل کر کے اسے لوگوں کیلئے تکلیف دہ بنانے کی کوشش کی لیکن مجھے یقین ہے کہ خوش اخلاق اور خوش گفتار نوجوان نسل خندہ پیشانی کے ساتھ آنے والے دنوں میں ہمارے ٹریفک کلچر کو رنگ برنگ گلاب کی طرح نکھاریں گے اور اس کے لئے 30 دسمبر 2007ء کو جی ٹی ایس چوک پر ڈیوٹی دینے والے ٹریفک وارڈن رانا قدیر خان جیسے ہنستے مسکراتے چہرے جسے ایک بس ڈرائیور کی لاپرواہی نے ہم سے ہمیشہ کیلئے چھین لیا تھا کہ خون سے یہ فورس سرخرو رہے گی اور ہمیں تحفظ کے احساس کے ساتھ یہ مسکراتے چہرے یاد دہانی کراتے رہیں گے۔

موثر ٹریفک مینجمنٹ ۔۔۔۔۔ مگر کیسے

تحریر۔ سبحان علی ڈائریکٹوریٹ آف تعلقاتِ عامہ

شاہرات پر رواں دواں ہمہ نوعیت کی گاڑیاں زندگی میں جوش وخروش، چہل پہل اور گونا گوں انسانی مصروفیات کا پتہ دیتی ہیں زمانے کی ترقی میں انسانی سہولتوں کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہوئی آبادی اور تیز رفتار زندگی نے بہت سارے سماجی ومعاشی مسائل کو بھی جنم دیا ہے جن میں کشادہ وآرام دہ سڑکوں کی کمی اور گاڑیوں کی بہتات کا مسئلہ بھی نہ صرف عام آدمی بلکہ حکومت کے متعلقہ شعبوں کو بھی متاثر کئے ہوئے ہے۔ حکومت ان مسائل سے نبٹنے اور عوام کی آسائش وسہولت کے لئے شاہرات کی تعمیر وکشادگی و بہتر ٹریفک انتظامات سمیت متعدد اقدامات کر تی ہے لیکن بعض اوقات یہ اقدامات ہمارے مجموعی رویوں بعض سرکاری ونجی اداروں کی لاپرواہی کی وجہ سے بے اثر رہتے ہیں۔

شاہرات پر ٹریفک قوانین کے اطلاق اور بے ہنگم ٹریفک کو بہتر نظام کے ذریعے ڈسپلن میں رواں دواں رکھنے کے لئے پولیس کے شعبہ ٹریفک کو جدید تقاضوں اور حالات حاضرہ کی ضروریات سے ہم آہنگ کرنے کے لئے ٹریفک وارڈنز کا نظام غیر معمولی اہمیت وافادیت کا حامل ہے جس میں پڑھے لکھے نوجوان تپتی دھوپ، ٹھٹھرتے موسم، طوفانی بارشوں اور ماحولیاتی آلودگی میں کھلی سڑکوں پر ٹریفک کی روانی کے لئے ڈیوٹی پر موجود ہوتے ہیں مخصوص اور منفرد رنگ کی وردی میں ملبوس یہ ٹریفک وارڈنز مشکل اور ناموافق حالات میں بھی ٹھنڈے دل ودماغ سے اپنے فرائض انجام دینے اور عوام کی خدمت کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہیں لیکن ٹریفک نظام پر موثر انداز میں عملدرآمد کے سلسلے میں اس شعبہ کو کئی مسائل اور پیچیدگیوں کا سامنا ہے ۔ترقی کے اس دور میں سڑکوں پر بلا رکاوٹ اور آسان انداز میں گاڑیوں کی آمدورفت کو جاری رکھنے کے سلسلے میں صرف شعبہ ٹریفک تنہا ان مسائل سے نبرد آزما نہیں ہوسکتی بلکہ دیگر متعلقہ محکموں واداروں کی ذمہ داریوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اس ضمن میں نقائص سے پاک سسٹم کے لئے مربوط حکمت عملی اختیار کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ایسا میکنزم تیار کیا جاسکے جس کے تحت ٹریفک مسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے صرف ترقیاتی ضرورت کیلئے ہی روڈ کٹ کیا جائے اور اس کی فوری مرمت میں کوتاہی نہ ہو جبکہ سڑکیں ناجائز تجاوزات سے بھی محفوظ رہیں۔

شہری علاقوں کے مسائل میں سڑکوں وشاہرات پر ناجائز تجاوزات کی موجودگی کا مسئلہ سرفہرست ہے جس کے باعث نہ صرف سڑکیں تنگ ہوجاتی ہیں بلکہ غلط اور غیر قانونی رجحانات کو بھی فروغ ملتا ہے جس کے باعث ٹریفک کی روانی میں دقت پیش آنے سے مصروف زندگی میں مختلف امور کی بروقت انجام دہی میں رخنہ اندازی ہوتی ہے اور بعض اوقات جاں بلب مریض کو لے جانے والی ایمبولینس کو بھی راستہ نہیں ملتا- ناجائز تجاوزات کو ختم کرنا شعبہ ٹریفک کے اختیارات میں شامل نہیں بلکہ ایسے غیر قانونی اقدامات کو روکنا اور ہر قسم کی ناجائز تجاوزات وتعمیرات کو ہٹانا جس ادارے کا کام ہے اسے اپنی ذمہ داریوں کو کماحقہ پوار کرتے ہوئے ٹریفک پولیس سے تعاون کرنا چاہیے-

اسی طرح سڑکوں پر موجود مین ہولز کے ڈھکنے غائب ہونے کی وجہ سے آئے روز کوئی نہ کوئی حادثہ رونما ہوجاتا ہے اس میں ٹریفک پولیس کو موردالزام ٹھہرانا قرین انصاف نہیں یہ مین ہولز واسا یا پی ٹی سی ایل کے دائرہ اختیار میں ہوتے ہیں اور وہی ان کی حفاظت ونگرانی کے ذمہ دار ہیں کسی حادثہ کی صورت میں نہ صرف انہی اداروں کی بازپرس ہونی چاہیے بلکہ سڑکوں کو کسی رکاوٹ اور کھلے مین ہولوں سے محفوظ رکھنے کے لئے انہیں ٹریفک پولیس سے تعاون کرنے کا پابند بنایا جانا اشد ضروری ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ واسا، سوئی گیس، ٹیلی فون، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، واپڈا اور دیگر یوٹیلٹی سروسز کے ایسے ادارے اپنے ترقیاتی منصوبوں کے لئے اچھی بھلی تعمیر شدہ اور خوبصورت سڑکوں کی کھدائی کرکے بڑے بڑے گڑھوں، نالوں، خندقوں اور کھڈوں کو انتہائی لاپراہی اور عدم توجہی سے کھلا چھوڑ دیتے ہیں جس سے ٹریفک کی روانی میں خلل آنے کے علاوہ کئی مہلک حادثات بھی رونما ہوجاتے ہیں جو کہ ان اداروں کی انتہائی مجرمانہ غفلت ہے- یہ بھی مشاہدہ کیا گیا ہے کہ بعض تقریبات کے انعقاد کے لئے شہری اپنے قریب شاہراہ پر ٹینٹ وشامیانے لگا کر اسے بند کردیتے ہیں جس سے متبادل راستہ نہ ہونے کی وجہ سے ٹریفک کے بہاؤ میں دشواری پیدا ہوتی ہے متعلقہ اداروں کو اس قسم کے رجحانات کی حوصلہ شکنی کے لئے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

ان سب مسائل کے تدارک اور موثر ٹریفک مینجمنٹ کے لئے مربوط اقدامات کی ضرورت ہے جس کے لئے متعلقہ اداروں کا ٹریفک پولیس سے قریبی رابطہ ہونا چاہیے تاکہ ٹریفک نظام کو خامیوں سے پاک رکھنے کے لئے جامع حکمت عملی کے تحت انتظامات پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے اور ٹریفک سسٹم کے نتیجہ خیز فوائد عوام تک پہنچائے جاسکیں اس سلسلے میں تمام متعلقہ محکموں کے مابین کوآرڈینیشن کو مضبوط بنانے کے لئے ضروری سوچ بچار کی ضرورت ہے تاکہ پائیدار بنیادوں پر ایسا مستقل نظام وضع کیا جاسکے جس سے سڑکیں محفوظ اور صاف ہوں اور ٹریفک کی روانی میں کوئی مشکل حائل نہ ہوں۔

Scanned with CamScanner

وسیم عباس (T.W)

علمی فقدان۔۔۔۔۔۔۔۔اوور لوڈنگ کا رجحان

آج ہمارا وطن عزیز بے شمار مسائل سے گھرا ہوا ہے۔ ہمارا معاشرہ کسی صورت بھی ایک صحت مند اور ترقی یافتہ معاشرہ کہلانے کا مستحق نہیں ہے اس کی وجہ ہمارے وسائل کی کمی اور مسائل کی زیادتی ہے۔ ہمارے ہاں سب سے پہلا اور بنیادی نوعیت کا مسئلہ میرے خیال میں شرح خواندگی کا شرمناک حد تک کم ہونا ہے میں سمجھتا ہوں جہاں علم نہ ہوگا وہاں روشنی نہ ہوگی جہاں روشنی نہ ہوگی وہاں تاریکیاں اپنا تسلط جمالیں گی اور جہاں ہر طرف تاریکیاں ہی تاریکیاں ہوں وہاں سیدھے راستے کا دکھائی دینا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔ لیکن ہمارے ہاں علم کا جو تناسب ہے وہ کسی سے مخفی یا پوشیدہ نہیں ہے۔ جہاں آبادی کا تناسب وسائل سے بڑھ جائے وہ ملک افراط آبادی کا شکار ہوتا ہے جہاں آبادی کا تناسب قدرتی وسائل سے زیادہ ہے اسی ایک مسئلے نے ہمارے ملک کے تمام تر ترقیاتی منصوبوں کو بری طرح متاثر کیا ہے بڑھتی ہوئی آبادی سے متاثر ہونے والے مسائل میں سے اوور لوڈنگ کا مسئلہ سرفہرست ہے۔

اوور لوڈنگ کا مطلب یہ ہے بسوں، ویگنوں اور ریل گاڑیوں میں سواریوں کا گنجائش سے زیادہ ٹھونسا یا سوار کرنا یہ مسئلہ صرف فیصل آباد کا نہیں لاہور یا کراچی کا نہیں یہ ہر بڑے شہر کا مسئلہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے کی جو صورتحال آجکل ہے وہ آج سے چند سال پہلے نہ تھی۔ اپنی سڑکوں پر بسیں، تانگے، رکشے وغیرہ محدود تعداد میں چلتے تھے آبادی کے لحاظ سے سڑکیں کشادہ اور آمدورفت کے ذرائع آسان تھے رقبہ بھی محدود تھا لیکن یونہی دیہاتوں میں زندگی کے مسائل پیدا ہوئے تو روزگار کے حصول کیلئے دیہاتی آبادی نے بڑی تیزی سے شہروں کا رُخ کیا جس سے شہروں پر گنجائش سے زیادہ آبادی کا بوجھ بڑھ گیا نئی نئی کالونیاں آباد کی گئیں۔ اس کیساتھ ساتھ ذرائع آمدورفت پر بھی کافی حد تک ترقی ہوئی اور اتنی ترقی ہوئی کہ سڑکیں تنگ اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگئیں ہر سمت کاروں ویگنوں موٹر سائیکلوں کی بھرمار نے سڑکوں پر بے خطر چلنا دشوار بنا دیا۔ انتظامیہ نے ٹریفک کے ہجوم کو قابو کرنے کیلئے بہت سے طریقے اپنائے بہت سی سڑکوں کو دو رویا کیا گیا چوراہوں پر ٹریفک سگنل لگوائے گئے لیکن ٹریفک کا ہجوم کسی طرح بھی قابو نہ آسکا۔ ملازموں کی ملازمتیں جاتی رہیں دیر سے آنے والے طالب علموں کے نام خارج ہوگئے پریشانیاں بڑھتیں گئیں اور حالات بد سے بدتر ہوتے گئے یہ مسئلہ ایک ایسا گھمبیر سماجی مسئلہ ہے کہ جس کیلئے ہنگامی اقدامات کی ضرورت ہے۔ حال ہی میں سٹی ٹریفک پولیس کے پڑھے لکھے نوجوان ٹریفک وارڈنز نے اوور لوڈنگ پر تسلی بخش قابو پایا اور کافی محنت، شوق اور لگن کیساتھ اس مسئلہ کو حل کرنے میں تگ ودو کر رہے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ ٹریفک پولیس اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے اس اہم سماجی نوعیت کے مسئلے کو حل کرنے کی مزید بھرپور کوشش کریگی۔

محمد عمران پھلروان (T.W)

ہمارے بچے ہمارا مستقبل

پروین شاکر نے کہا تھا۔

بچے ہمارے عہد کے چالاک ہوگئے

یہ بات سچ ہے کہ ہمارے آج کے دور کے بچے معلومات، محسوسات، جذبات اور اپنے نقطہ نظر کو بیان کرنے کے حوالے سے بہت زیادہ پراعتماد اور باشعور ہیں۔ لیکن انکی بہتر تربیت اور حفاظت کیلئے ہمیں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ آج کے یہ بچے ہمارا کل کا مستقبل ہیں۔ آج کے دور میں جو بات شدت سے محسوس کی جارہی ہے وہ یہ ہے کہ بچوں کی رہنمائی اور تربیت کا فقدان پایا جاتا ہے۔ والدین بچوں کے ساتھ کم وقت گزارتے ہیں اور ان کی ضروری تربیت کرنے کی بجائے انہیں حالات کے رحم وکرم پر چھوڑ دیتے ہیں۔ جسکے بھیانک نتائج نکلتے ہیں اور بعد میں والدین کو بہت کوفت اٹھانی پڑتی ہے اور بہت پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور بعض اوقات ناقابل تلافی نقصان بھی ہوجاتا ہے۔ جسکا مداوا کرنا بھی ناممکن ہوتا ہے۔ چند گزارشات والدین کے گوش گزار کر رہا ہوں والدین بچوں کیساتھ وقت گزاریں اور اپنے بچوں کے مزاج آشنا بنیں اور انکی ضروریات وخواہشات اور ننھے منے پاکیزہ جذبوں کا احترام کریں اور انکو اپنے زیر نگرانی اسلامی، اخلاقی اور معاشرتی اقدار سے روشناس کروائیں۔

اپنے بچوں کو اسکول بھیجتے وقت رکشہ ڈرائیوروں یا کار ڈرائیوروں کو مناسب ہدایات دیں کہ ڈرائیور بچے کو ہاتھ پکڑ کر اسکول کے گیٹ کے اندر تک چھوڑ کر آئے اور واپس بھی اسی طرح احتیاط کیساتھ آئے۔ اکثر دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ رکشہ پر تین یا چار سواریوں کی گنجائش ہوتی ہے لیکن 10 سے 15 تک ایک رکشے پر سوار ہوتے ہیں۔ ایسے لگتا ہے جیسے رکشے کو اسکول کی وردی پہنا دی گئی ہے اور دوسری بات بچوں سے بھاری انکے بستے جو کہ رکشے سے باہر لٹک رہے ہوتے ہیں۔ انتہائی خطرناک صورتحال ہوتی ہے جو کہ غور طلب بھی ہے اور حل طلب بھی دوسری بات اکثر مشاہدے میں آئی ہے کہ سرکاری اسکول کے بچوں کے والدین کبھی بھی اساتذہ سے آکر اپنے بچوں کے متعلق کوئی بات نہیں کرتے اور نہ ہی اساتذہ کرام والدین کو بلواتے ہیں اور نہ ہی بچوں کی ماہانہ رپورٹس انکے گھر بھیجتے ہیں۔ سکول پرائیویٹ ہو یا سرکاری والدین کو اساتذہ کے ساتھ رابطے میں رہنا چاہیے روز بچے کے متعلق تمام امور کا خیال رکھنا چاہیے۔ دورانِ تربیت اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ بچے کو کبھی بھی ضرورت سے زیادہ ڈرانا یا دھمکانا نہیں اور نہ ہی تشدد کا نشانہ بنائیں کیونکہ اس سے بچے کے ذہن پر انتہائی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بچے کی تربیت اس انداز کی جائے کہ بچہ خود اچھے اور بُرے کی تمیز کرنا شروع کردے اور اسکے آگے کبھی منفی رویہ نہ ظاہر کریں اور خود عملی نمونہ بن کر بچے کی تربیت کریں۔ بچوں کو ہمیشہ سچ بولنے کی تلقین کریں، وقت کی پابندی، بڑوں کا احترام، تعلیم کیساتھ لگاؤ، کھیل کے وقت کھیل اور وہ ضروری اقدامات کریں جن کا بچے کے روشن مستقبل کیلئے کیا جانا ضروری ہو۔

موٹر سائیکل پر سواری کا انداز

بشکریہ: ہنڈا اٹلس پاکستان

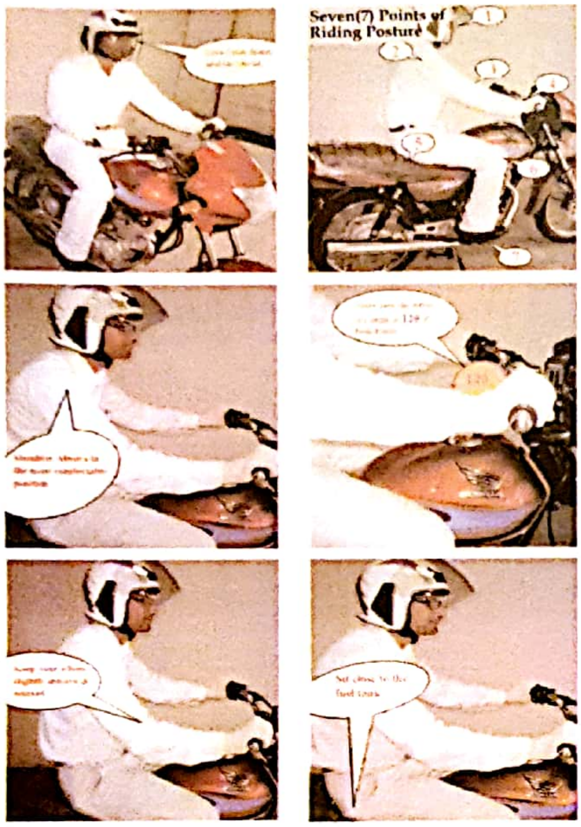

محفوظ سواری کے لئے ان سات نکات پر عمل کریں۔

1 ۔آنکھیں: نظر سامنے کی طرف پھیلاؤ میں رکھیں۔

2 ۔کندھے: کندھے نارمل حالت میں رکھیں اور ان میں تناؤ پیدا نہ کریں۔

3 ۔کہنیاں: کہنیوں کو قدرتی انداز میں اپنے پہلوؤں سے ملا کر رکھیں جسم کا اوپری حصہ ڈھیلا رکھیں۔

4 ۔ہاتھ: ہینڈل گرپ کو درمیان سے ہلکی قوت سے 120 زاویہ سے پکڑیں۔

5 ۔کولہے: سیٹ پر اس طرح بیٹھیں کہ آپ کے دونوں ہاتھ ہینڈل بار پر آسانی سے پہنچ سکیں۔

6 ۔گھٹنے: فیول ٹینک کو ہلکے سے اپنے دباؤ میں رکھے ہوئے ہوں۔

7۔پاؤں: جوتے کی نوک بالکل سیدھی ہونی چاہیے۔ ایڑھی اور تلے کی درمیانی جگہ کو فٹ ریسٹ کے اوپر رکھیں۔

ڈرائیونگ ٹیسٹ

ڈرائیونگ لائسنس کے حصول کیلئے لرنر لائسنس کی مدت اور فائل کی تکمیل پر ڈرائیونگ ٹیسٹ لیا جاتا ہے۔ ڈی۔ایس۔پی، ہیڈ کوارٹر ڈرائیونگ ٹیسٹ لیتے ہوئے۔

Scanned with CamScanner

ادبیات

سگنل کا ادبی سیکشن شہدائے پولیس کے نام
جنہوں نے وطنِ عزیز کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔

سرکارِ مدینہ ﷺ کا فرمان ہے

لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ اُن کا مقصد اُن کا پیٹ ہوگا اور دولت اُن کی عزت ہوگی اور عورت اُن کا قبلہ ہوگا اور روپیہ اُن کا دین ہوگا اور وہ بدترین لوگ ہوں گے اور آخرت میں اُن کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ رائے رستم علی۔ TW

اچھی باتیں

محمد سعید (PA to CTO)

بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔
زبان کی لغزش قدموں کی لغزش سے زیادہ خطرناک ہے۔
ہر نئی چیز اچھی معلوم ہوتی ہے مگر دوستی جتنی پرانی ہوا تنی ہی عمدہ اور مضبوط ہوتی ہے۔

دُرِ ابوتراب

دولت، شہرت اور اقتدار ملنے پر آدمی بدلتا نہیں بلکہ بے نقاب ہوتا ہے (احمد نواز۔ ہیلپ لائن)

افسوس صد افسوس کہ شاہیں نہ بنا تُو
تیری آنکھ نے دیکھے نہ فطرت کے کمالات
تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جُرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

شبر اقبال دولتانہ (T.W)

مقروض کے بگڑے ہوئے حالات کی مانند
مجبور کے ہونٹوں پہ سوالات کی مانند
دل کا تری چاہت میں عجب حال ہوا ہے
سیلاب سے برباد مکانات کی مانند
میں ان میں بھٹکتے ہوئے جگنو کی طرح ہوں
اس شخص کی آنکھیں ہیں کسی رات کی مانند
دل روز سجاتا ہوں میں دلہن کی طرح سے
غم روز چلے آتے ہیں بارات کی مانند
کس درجہ مقدس ہے ترے قرب کی خواہش
معصوم سے بچے کے خیالات کی مانند
اب یہ بھی نہیں یاد کہ کیا نام تھا اسکا
جس شخص کو مانگا تھا مناجات کی مانند
سمجھاؤ نوید اسکو کہ اب رحم کرے کچھ
غم بانٹتا پھرتا ہے وہ سوغات کی مانند

انتخاب: [illegible] کلام: محمد نوید عباس

حاتم سے بڑا سخی

کسی نے مشہورِ زمانہ سخی حاتم طائی سے پوچھا "تم نے دنیا میں اپنے آپ سے زیادہ کسی کو سخی پایا؟ حاتم طائی نے جواب دیا" ہاں۔ ایک لکڑ ہارے کو میں نے اپنے سے زیادہ بڑا سخی پایا ہے۔ ایک بار میں نے اپنے مہمانوں کیلئے 40 اونٹ ذبح کیے یہ ایک عام دعوت تھی جو آتا پیٹ بھر کے کھا جاتا تھا۔ اسی روز میں کسی کام سے جنگل میں گیا تو ایک لکڑ ہارا دیکھا جو خشک لکڑیاں اکٹھی کر رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا آج یہ مشقت کیوں کر رہے ہو حاتم کے گھر چلے جاؤ وہاں تمہیں لذیز کھانے کھانے کو مل جائیں گے۔ لکڑ ہارے نے میری بات سنی اور بے پرواہی سے جواب دیا۔
" جو شخص اپنی محنت سے روزی کما سکتا ہو حاتم طائی کا ممنون کیوں ہو" (محمد ساجد۔ آفس سپرینٹنڈنٹ)

فقیروں کی طرح در در دعائیں بیچ دیتے ہیں
یہ کیسے لوگ ہیں کیسے وفائیں بیچ دیتے ہیں
ضمیروں کے چراغوں کی ضیائیں بیچ دیتے ہیں
یہ مریمؑ اور زینبؓ کی ردائیں بیچ دیتے ہیں
کہیں کُتر کر رکھتے ہیں بال و پر ظالم
کہیں یہ ستے داموں فاختائیں بیچ دیتے ہیں
ہوس کی انتہا یہ ہے کہ اب بھی جعفر و صادق
جو لگ جائے مناسب دام، مائیں بیچ دیتے ہیں
کسی کی زندگی اور موت سے مطلب نہیں ان کو
یہ دردِ شہر میں نقلی دوائیں بیچ دیتے ہیں

ناصر ربِّ نواز (M.T)

لطیفہ

ایک دعوتِ ولیمہ میں ایک شخص بہت دیر سے کھانا کھا رہا تھا۔ کسی نے پوچھا: کیا ارادہ ہے کتنا کھاؤ گے۔
وہ شخص دعوت نامہ نکال کر بولا:
کارڈ میں کھانے کا وقت دوپہر 12 بجے سے 3 بجے تک لکھا ہے آپکو کیا تکلیف ہے۔ (عابد حسین۔ ہیلپ لائن)

غزل

یہ ہم سے کس نے لہو کا خراج پھر مانگا
ابھی تو سوئے تھے مقتل کو سرخرو کرکے

ہم کو چاندی کی تمنا ہے نہ سونا چاہیں
اپنی چاہت کو ترے دل میں سمونا چاہیں
ایک موتی ہے جو ہاتھوں سے پھسل جاتا ہے
اس کو تسبیحِ محبت میں پرونا چاہیں
سلسلہ اب بھی جدائی کا کہاں ٹوٹا ہے
تجھ سے مل کر بھی ترے ہجر میں رونا چاہیں
ایسی محفل کہ ہم اپنوں کے نہیں تھے اپنے
ایسی تنہائی کہ اب غیر کے ہونا چاہیں
جن کی کشتی کو کنارے پہ میں لے آیا ہوں
میری کشتی کو وہی لوگ ڈبونا چاہیں
ہم نہیں ان کی ضرورت کے شجاعتؔ صاحب
ہم کھلاڑی ہیں مگر وہ تو کھلونا چاہیں

انتخاب: انسپکٹر سید غضنفر شاہ کلام: شجاعت رجوی

مرد اپنی تمام تر بے وفائیوں کے باوجود کبھی کوئی ایسا قدم نہیں اُٹھا سکتا جس سے پہلے بت ٹوٹ جائیں اس نے دل میں جس بت کو پہلے پہل بٹھایا ہوتا ہے اس کی نفی کرنے کے باوجود وہ بت وہیں کہیں چھپا رہتا ہے۔ کیونکہ مرد ایک سمندر کی مانند ہے اسے اپنے پرانے پانیوں سے بڑا پیار ہوتا ہے۔ عرفان حیدر (ایجوکیشن یونٹ)

قابلِ غور

لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی بیٹا سونے کا امتحان آگ سے لیا جاتا ہے اور ایماندار بندے کا امتحان مصیبت سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو محبوب جانتا ہے تو ان سب کو مصیبت میں ڈالتا ہے۔ اس حال میں جو شخص اس سے راضی ہو جاتا ہے وہ بھی اس سے راضی ہو جاتا ہے۔ اور جو ناراض ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ناراض ہوتا ہے۔ TW

انتخاب: شوکت رمانہ پنجاب ڈیجیلنس

Scanned with CamScanner

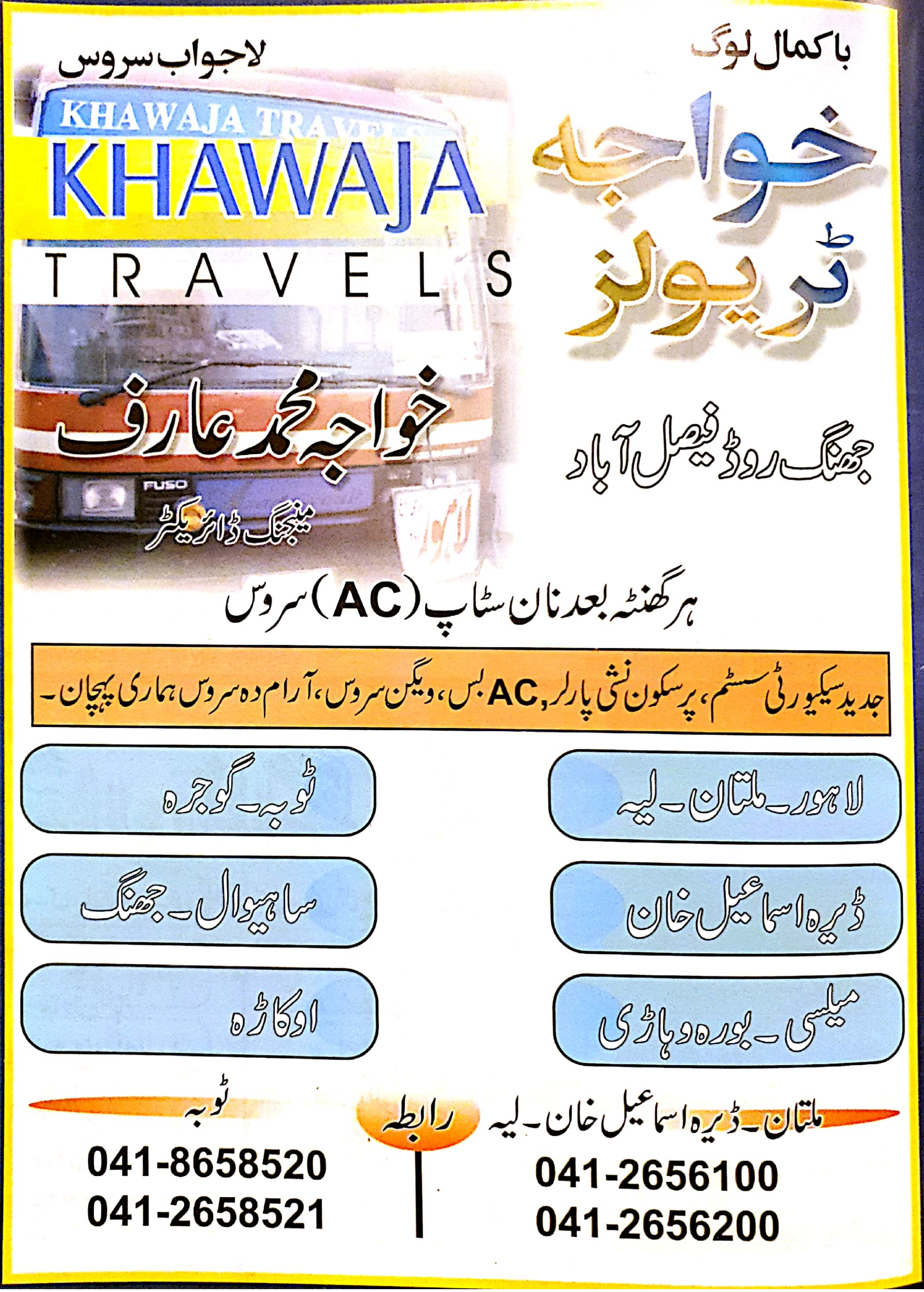

Scanned with CamScanner

اپیل

ملکی حالات کے پیشِ نظر عوام الناس سے گزارش ہے کہ عوامی جگہوں ... نظر آتی ہے تو فوراً پولیس
کو "15" پر اطلاع کریں۔ گاڑیاں اور مکان کرایہ پر دینے سے ... کرلیں تاکہ کسی بھی
قسم کی تخریب کاری کا سدباب کیا جاسکے۔

RPO آفس

Principal Prof. Amjad Pervaiz

...rce & Science

Registered & Affiliated

NOW NOT DIFFICULT TO GET EDUCATION IN UK

Come For

F.Sc | B.Com | BBA(UK)
I.Com | M.Com | MBA(UK)

With Two Years Work Visa Guarantee (PSW)

$1^{1/2}$ year **MBA**
1 year in Pakistan
6 months in UK

3 year **BBA**
2 year in Paksitan
1 year in UK.

466-D,People's Colony #1, Harian Wala Chowk, Faisalabad.
Tel: 0333-8666055, 041-8548505. Web: www.lccspk.com,
www.lpc.ac. E-mail: info@lccspk.com

Affiliations:
BISE Fsd. ,University of Sargodha,
Leeds Professional College (UK)
via University of Gloucestershire (UK)

ریلوے اسٹیشن چوک، فیصل آباد

نیو سبحان فلائنگ کوچ

مینجنگ ڈائریکٹر
چوہدری آصف جاوید

اے۔سی، نان اے۔سی، لگژری بس سروس تمام شہروں کیلئے دستیاب ہے۔

- کراچی
- صادق آباد
- منڈی بہاؤالدین
- چکوال
- حافظ آباد
- چشتیاں
- پشاور
- مردان
- اسلام آباد
- سیالکوٹ
- سرگودھا

گوجرانوالہ
لاہور (لاری اڈا، بند روڈ)

سپیشل ٹائم برائے کراچی روانگی
08:15 شام

041-2634950 | 041-2622888 | 041-2622341

Scanned with CamScanner

تیمور ٹریولز

TAIMOOR TRAVELS

جدید سیکیورٹی کیمروں کے ساتھ فیصل آباد میں اپنی نوعیت کی واحد بس / ویگن (اے۔سی)، نشی پارلر آرام دہ سروس

چوہدری علی اختر

مینیجنگ ڈائیریکٹر

جی ٹی ایس چوک،
سمندری روڈ فیصل آباد۔

چوہدری عبدالستار (اڈا انچارج)

صادق آباد	ہارون آباد	ساہیوال	چیچہ وطنی
ملتان	ٹوبہ / گوجرہ	بورہ، وہاڑی	ماموں کانجن
میلسی	لاہور	بہاولپور	ڈاہرانوالہ
چشتیاں	اوکاڑہ	سرگودھا	فورٹ عباس

رابطہ نمبر: 041-5523384, 041-2640791, موبائل: 0301-3203254

Scanned with CamScanner

To the world you might be one person but to one person you might be the world.
(Syed Musawar Hussain. T.W)

The world suffers a lot not with the violence of bad people, but because the silence of good people.
(Ch. Ashraf. S.T.W)

Control your hands avoid using horn if there is no need.
(Gul Faraz Khan. T.W)

Always stop, look, listen and think before you cross the road.
(Muhammad Raza. T.W)

PASBAN INSTITUTE OF COMPUTER SCIENCES

Pasban Institute of Computer Sciences & Information Technology is a good institute located in the heart of city. Pasban College was established in the year 1990. It is an excellent and unique college with 85 latest Pentium computers & latest equipments like Multimedia Projector, Cisco Switches, Cisco Routers, etc in the laboratory and remains open to students for 11 hours a day. Lecturer and Lab training are delivered by highly qualified, efficient, experienced and well trained staff. We prepare the students to work independently in a diverse computing environment. We also provide facilities for Preparation of International Computer Certifications.

Computer Short Courses

DIPLOMA COURSES		DURATION
DCA	(Diploma in Computer Application)	3 Month
DWD	(Diploma in Web Development)	3 / 6 Month
DGD	(Diploma in Graphic Designing)	3 Month
DCP	(Diploma in Computer Programming)	6 Month
DCS	(Diploma in Computer Sciences)	1 Year

International Certifications

NETWORKING COURSES		DURATION
MCP	(Microsoft Certified Professional)	1 Month
MCSA	(Microsoft Certified System Adminstrator)	3 Month
MCSE	(Microsoft Certified System Engineer)	6 Month
CCNA	(Cisco Certified Network Associate)	2 Month
CCNP	(Cisco Certified Network Professional)	4 Month
LINUX	(Red Hat)	2 Month

Satiana Road, (Opp. McDonald's) Faisalabad. Tel: 041-8541818, 8542222

The
PAMS ACADEMY

All Subjects (part 1 & 2)

With Home Tuition Facility

Matric Rs. 500/-
I.Com Rs. 1000/-
B.Com Rs. 1200/-

- F.SC
- B.SC
- B.A
- MBA
- PIPFA
- M.Com

داخلہ جاری ھے

خصوصی رعایت

برائے طلبا و طالبات

P-6 سنت پورہ،
بالمقابل جی۔سی یونیورسٹی، فیصل آباد
Ph: 041-2605254, 0333-6531860

The
PAMS COLLEGE

I.Com	F.A.
Rs. 5000	Rs. 5000
ICS	B.Com
Rs. 9000	Rs. 10,000

PUNJAB UNIVERSITY
SARGODHA UNIVERSITY
FAISALABAD BOARD

Scanned with CamScanner

CRIMINOLOGY
(part-3)

Dr Khurram Sohail Raja,
Assistant Professor Forensic Medicine & Toxicology,
District Medico Legal Officer ,Faisalabad

"A Psychopath can be a very successful businessman, politician, manager, scientist, physician or even a psychiatrist. What is missing, are the very qualities that allow a human being to live in social harmony."

In the previous two parts of the article, an introduction on criminology was given with a brief account of its theories. In Part-III, the need to elaborate an important theory is felt because, interestingly, about 1% of the population of Pakistan is found to be 'psychopaths'. Psychopathy is a psychological phenomenon that describes chronic immoral and antisocial behavior.

The term is used as a definition in law, for example, "psychopathic personality disorder" as to denote a severe condition often related to antisocial or dissocial personality disorder.

A psychopath suffers from an uninhibited gratification of criminal, sexual or aggressive impulses and is unable to learn from past mistakes. Person with this disorder gains satisfaction through their antisocial behavior. In history, the concept of psychopathy goes back to Theophrastus, a student of Aristotle. In 1801, Philippe Pinel described patients who were mentally unimpaired but nonetheless engaged in impulsive and self-defeating acts. By the turn of the century, Henry Maudsley was arguing such individuals could not be rehabilitated by the correctional system. The Mask of Sanity by Hervey M. Cleckley, M.D., first published in 1941, is considered the most influential clinical description of psychopathy in the 20th century.

We have all heard these phrases before. "Violent psychopath", "Psychopathic serial killer", "Psychopathic murderer", "Deranged psychopath". All these phrases embody a widespread misconception regarding psychopathic personality.

A psychopath will use people for excitement, entertainment, to build their self-esteem and they invariably value people in terms of their material value (e.g. money, property, comfort, etc). They can involve and get other people into trouble quickly and they seem to have no regret for their actions. To date there is no checklist of behavior and symptoms that will tell you with certainty whether or not a person is a psychopath. But there are warning signs.

Characteristics of a psychopath consist superficial charm, self-centered & self-important, need for stimulation & prone to boredom, deceptive behavior & lying, conning & manipulative, little remorse or guilt, shallow emotional response, callous with a lack of empathy, living off others or predatory attitude, poor self-control, promiscuous sexual behavior, early behavioral problems, lack of realistic long term goals, impulsive lifestyle, irresponsible behavior, blaming others for their actions, short term relationships, juvenile delinquency, varied criminal activity

The idea that psychopaths eat people is a myth. In reality, a person with a psychopathic personality can lead what appears to be an ordinary life. They can have jobs, get married and they can break the law like anyone else. But their jobs and marriages usually don't last and their life is usually on the verge of personal chaos. They are almost always in some kind of trouble or they are not far from it. A psychopath is usually a subtle manipulator. They do this by playing to the emotions of others. They typically have high verbal intelligence, but they lack what is commonly referred to as "emotional intelligence". There is always a shallow quality to the emotional aspect of their stories. In particular they have difficulty describing how they felt, why they felt that way, or how others may feel and why. They don't learn from these consequences. The definition of their "friends" is people who support the psychopath and protect them from the consequence of their own antisocial behavior. Shallow friendships, low emotional intelligence, using people, antisocial attitudes and failure to learn from the repeated consequences of their choices and actions help identify the psychopath.

Psychopaths with low intelligence or a poor education seem to end up in jail more than ones with a higher education. There is a growing discussion among researchers to suggest there may be a genetic influence that creates a psychopathic personality. They can feel fear, anger, sadness in the moment but not guilt for what they did or what they are about to do.

They don't use their brain they way others do. This suggests that they may be physically different from normal people. Using a powerful imaging technique (DT-MRI) the researchers have highlighted biological differences in the brain which may underpin these types of behavior and provide a more comprehensive understanding of criminal psychopathy.

The research investigated the brain biology of psychopaths with convictions that included attempted murder, manslaughter, multiple rapes with strangulation and false imprisonment. Earlier studies had suggested that dysfunction of specific brain regions might underpin psychopathy. Such areas of the brain were identified as the amygdale, i.e. the area associated with emotions, fear and aggression, and the orbitofrontal cortex (OFC), the region which deals with decision making. There is a white matter tract that connects the amygdala and OFC, which is called the uncinate fasciculus (UF). They found a significant reduction in the integrity of the small particles that make up the structure of the UF of psychopaths, compared to control groups of people with the same age and IQ. These results suggest that psychopaths have biological differences in the brain which may help to explain their offending behaviors.

Are you involved with a psychopath? You may not know because they can be very charming and friendly until you get close and disappoint them. Don't assume anyone is a psychopath based on their behavior alone. It is the pattern of their life and many other factors.

Scanned with CamScanner

REGULATING TRAFFIC

Maj. Shahnawaz Retd.
Chairman
Pasban IT Group, Faisalabad.

In Pakistan presently urban to rural population ratio is 30-70 and by the year 2050 it is likely to be 70-30. This means that 70 percent people would live in cities rather they would come to cities for work/business and may return to towns/villages for the night. Many factors like prosperity of people and easy vehicle financing, has made vehicles available to large number of people. Thus burden on roads has increased many fold. Intelligent transport system with evaluation of the present and future needs of the towns has to made. All concerned government departments need to pay particular attention to this aspect.

What is required to be done is improve the infrastructure i.e. road be broadened, flyover and underpasses be made, interchanges need be made where necessary. Pot holes other repair works on broken roads must be done efficiently. In addition to this, road marking and zebra crossing be properly marked. Traffic signals must be in proper working order and parking plazas be built near shopping centres. Parking bays for public transport wagons and buses, foot paths for pedestrians are essential,

What local traffic wardens need to do is:

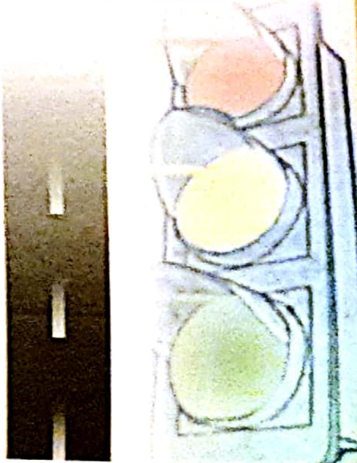

(a) Do not allow double lane parking on roads, as it reduces the space for traffic flow.
(b) No blocking of foot paths as it hinders the movement of pedestrians.
(c) All drivers must be fully qualified, holding valid driving licences and vehicle must be roadworthy.
(d) Supervise the flow of traffic at important squares as people tend to violate traffic rules.
(e) General public and drivers of all type of transport be guided and trained to observe traffic rules.
(f) Do not tolerate underage drivers, who are often without driving licences.
(g) Lane and line discipline must be observed on the roads.
(h) Even the cyclist violating one way rule be stopped and guided accordingly.

At the end I would say that, where there is a will there is a way. I am praise worthy of the traffic wardens who are busy day and night to keep the flow of traffic in the city.

Mobile Thoe a Chrismatic Invention But...

The advent of 21st Century has introduced man with chrismatic inventions. These invention have brought sigh of relief for man but at the same time their misuse has also caused chaos for humanity. Take the example of nuclear energy. Although it is benefincial yet it's disadvantages are not far seen. Same is the case with mobile or cellular phone. It is made for constructive purpose yet it's misuse has margninalized its's value and has edifised it's advantages. The excessive use of mobile is making the man more talkative and less practical. Especially in the countries like our own it has caused have. Lets see whehes it is blessing or menance for ourselves.

Developed countries are involved in the race to shape an ideal model of the world but see our condition we are busy in purchasing the mobile of new and ideal shape. Developed countries are involved in exploring the glories of the universe but see our condition, we are involved in gathering the accessories of mobile.

Developed countries are interested to become the political and economic power at the same time but see our condition, we are interested only in keeping more than one mobile at the same time. Developed countries are experimenting to bring the package of change and revolution but see our condition, we keep or express menting the new sim to enjoy the different packages of chat.

Developed countries are consuming their time to invent new products but see our condition, we are using the products like only to consume and waste our time. According to a report the cellular revenue during 2007-2008 in our country was Rs. 182,080 millions the subscribers base of cellular mobile in our country has reached 88.05 million with a growth of 82 percent. All companies, last year, added more than 25 million subscribers Telenor added 7.4 million, Mobilink 5.7 million, Warid 4.8million, U-Fone 4 million and china mobile 2.9 million. Now strange it is on! on the one hand our people are in need of food, in need of bread, in need of clean water and on the other hand they have made the mobile phone their only need.

How strange it is! on the one hand people are talking about the problems of Electricity, Sui Gas and Petrol and on the other hand they are talking carefree on the mobile phone. It is strange to see mobile phone has become important even more than our lives. On the one hand we see that docaits kills the person who never gives them the mobile phone and on the other hand they prefer to meet with accidents but never stop using the mobile phone during the driving. It is matter of request that in our country it has become symbol of statics. The people try to evaluate the status of person on the basis of mobile phone which he possesses. It is matter of pathos that people of our society are least concious with the importance of time and they keep on spoiling and wasting their precious time on mobile phone. It is awful to see that people are using it during driving not without. Considering that it is dangerous for their lives.

Muhammad Asif. T.W

Scanned with CamScanner

WARDEN SYSTEM.... A CHANGE?

By: Inspector Malik Abdul Khaliq

Man has inherited to welcome new experiences. A positive change has everlasting effects on the minds of the people and society. Every intelligent authority always strives for the reformation of stagnant system and for the betterment of human being. Police department has very close liaison with the public. The department has always been a subject of savage criticism. The political influence on it further worsened the situation. In such an intolerable situation the people who care their countrymen always find a way to facilitate them. When the country was facing religious terrorism, Elite Police force was inducted to fight with it. Similarly when road corruption was destroying the image of police department a transparent system to meet the road violation was need of the time. This was why warden system was launched. In its very short time this system has become a topic of discussion for all people from different spheres of life. This is very clear cut fact that for its corruption free image people are very generous in appreciating them. Soft speaking and well educated policing style also works to enhance the beauty of the system. No doubt, there are also different opinions about their professionalism and careless attitude towards their duties. There are variety of reasons behind this observations. Any how, we can derive a very positive and hardworking force by removing its mistakes.

1. A realistic study of current warden system shows that the recruitment process is criticized at different forums. Regardless this objection their performance has justified their presence. Due to this observation an element of uncertainty prevails which disturbs their interest in their duties.

2. The professional training which could make them familiar with the working of Police is also strongly condemned. The wardens even don't know any thing about Police Rules, Police Act, Police Order, E & D Rules, R.S.O and PEEDA. They are also thought to be aware of Pakistan Panel Code and Criminal Procedure Code and Local and Special laws.

3. We can also observe that a minor portion of Warden Strength does not attach any importance with their job due to different reasons.

a) Highly Qualified Officials having a complex and under estimate their job.

b) Wardens belonging to well to do families.

c) Those who joined to enjoy S.H.O ship with broken dreams

d) Those who do not belong to any three classes but just post to follow them.

4. They are not aware of the demand of discipline and display such gestures which not only annoy the seniors but also spoil their service record.

5. The other cadets of Police Department are taken very easy and treated some times in a very stupid manner which causes adverse remarks and reports by the Senior Officer.

6. Generally the opinion maker class (Journalist, lawyer, religious scholars and teachers) is mishandled.

7. No doubt enforcement of law must be equal for all sections of society but dealing mode must vary from man to man, this fact is also ignored by all dear wardens.

All these drawbacks may be removed from this system with the condition of sincerity and commitment.

1. The major cause is the launching of this system with out devolving proper infrastructure.

2. The accommodation for the wardens belonging from other districts is not provided. Even proper traffic sector offices are not available.

3. They must under go the sufficient professional training.

4. There should be lectures by the different well known people to enhance their moral.

5. The spoiled plants must be removed from the beautiful orchard of Warden System.

6. It is need of the time that they should be taught to develop liaison with the other sections of society in general and opinion in particular.

7. Religious coaching in connection with thank to ALLAH and contentment should be part of their daily briefing.

8. A briefing about their duty/liberties and authorities should be mandatory daily.

It will enhance not only performance of the Wardens but also the beauty of road's look.

In Round about Traffic on Right side have first ride. ***(Mamoon-ur-Rasheed. S.T.W)***

Do not park on Bridge, Footpath and Zebra Crossing. ***(M. Afzal Qadri. T.W)***

Scanned with CamScanner

VALUABILITY OF OUR RESPONSIBILITY

Sadiq Balooch
(ASP-Probationer)

Everything in this Universe is achievable. Human history depicts that man has a lot of both physical and mental powers for the achievement of his goals. Either it is the discovery of steam engine or atomic bomb, either it is landing on the moon or setting foot at the deepest basin of oceans, either it is the production of cereals or the formation of nutritious products-man has always put his utmost efforts in solving the problems of humanity.

All these apparently looking tough tasks were decently performed by human beings because of their valuable human traits. These traits include intellectual ability, competency, integrity, sincerity to the cause, love for the task, respect for the laws of nature and the state, target oriented approach, better coordination with teammates, iron will, strong determination and enduring commitment these traits always facilitated human beings and helped them to achieve their targets and in reaching at their destination.

Now a days, Pakistan is facing a cluster of problems. These problems may be social, political, religious, cultural, economic, geo-political, environmental and administrative. We as the civil rervants of our country. We as the member of law enforcement agencies, we as the part and parcel of administration, we as the elected members of the parliament, we as the religious scholars of Islam, we as the responsible citizen of Pakistan can help our country in overcoming its various problems. We can share our energies and expertises to find out the viable solutions of these problems. We can nullify the corrupt traditions of our forerunners. We can pacify our angry people by using our talents and official influence. We can put our pious efforts in healing the wounds of our people. Taking into consideration the example of our Traffic Police Force, we as the senior and junior officers of this force, can properly manage the over increasing vehicles at roads. This will be helpful in saving the damage of valuable property and life during accidents. It will also save the precious time of our country men. Our good attitude to the road users will enhance their trust in the better working and professionalism of our department.

There is no blinking the fact that one sided practical measurer can never solve a problem. To solve any problem, a multi pronged strategy is needed. While solving traffic problems, only the traffic personal can never help the citizens. The government should also take some practical measurer to make possible the smooth flow of vehicles on the roads. The government should widen the roads, increase underpasses and flyovers, construct diversion routes, create awareness among the road users enhance manpower, improve their salary packages, stop interruption in police's working and encourage the competent and honest officers. All the stakeholders must perform their duties for the betterment, progress and prosperity of Pakistan coordinated efforts of all the stake holders, the best use of the human traits by the officers, viable solutions of all the problems by the policy makers, responsible behavior of the country men all are the keys to success. This success can only be achieved if we all believe that every thing in this universe is achieveable.

LACK OF LIASION WITHIN POLICE:

Asif Ali Dogar
Directorate of
Public Relation

Punjab Police have been divided into various sections on administrative grounds so that it may perform its duties in a better manner. City Traffic Police, traditional traffic police, Punjab Highway Patrol and District Police which also have different organs including operations, investigations, special branch and CID are the main organs of police. All of them are working independently and have there own command and control structure. Although they are serving under Inspector General Police yet they do not enjoy good working relationship within themselves. For instance there is an evident lack of cooperation between district police and city traffic police. Traffic Wardens do not give due respect to officers of executive police and often ignore obeying their orders. Further more they feel disgrace in saluting them. Similarly district police do not extend required cooperation to traffic wardens and the wardens have to face difficulties while getting the cases registered against traffic violators. This situation is very unfortunate and affects the overall performances of the police. It is high time the authorities concerned should formulate a joint strategy and make standard operating procedures (SOPs) for internal cooperation within police.

Moreover, warden system had been established to streamline traffic system but its operational jurisdiction had been limited to big cities. Traditional traffic police are still performing their duties in other districts of the province. Corruption is rampant in their ranks and files and affecting the over all image of police. Interestingly city traffic police and traditional traffic police also do not enjoy good relations between them. Both forces separate themselves from the other. It is time the decision makers ponder over the existing lack of cooperation among forces and evolve a comprehensive strategy for better mutual cooperation among them. It would not only improve the performance of police but will also facilitate the masses.

Scanned with CamScanner

راہنمائے چالان شدگان

سیکٹر کا نام	واپسی کاغذات سنٹر	بینک بمعہ ایڈریس
عبداللہ پور	سیکٹر عبداللہ پور گورنمنٹ کامرس کالج عبداللہ پور ایسٹ کنال	نیشنل بینک ڈی گراؤنڈ، KFC سے چند قدم آگے
ڈی گراؤنڈ	سیکٹر ڈی گراؤنڈ ایضاً	ایضاً
جی۔ٹی۔ایس	سیکٹر جی۔ٹی۔ایس، ریسکیو 1122 کے پیچھے	نیشنل بینک کلاک ٹاور برانچ، جھنگ بازار کے کونے پر واقع
سیکٹر پیپلز کالونی	سیکٹر پیپلز کالونی ایضاً	نیشنل بینک سلیمی چوک، پنجاب ایکسرے کے بالکل ساتھ
کوتوالی	سیکٹر کوتوالی، ان تھانہ کوتوالی بیرون امین پور بازار	نیشنل بینک جناح کالونی، جناح کالونی گیٹ سے داخل ہو کر ساتھ ہی واقع یا ڈجکوٹ روڈ پر نیشنل بینک
کلاک ٹاور	سیکٹر کلاک ٹاور ایضاً	نیشنل بینک امین پور بازار، کلاک ٹاور سے آتے بائیں ہاتھ
سمن آباد	سیکٹر سمن آباد، نزد تھانہ فیکٹری ایریا	نیشنل بینک سمن آباد برانچ نزد مدنی چوک
لاری اڈا	سیکٹر لاری اڈا بیرون اقبال سٹیڈیم آؤٹ گیٹ	نیشنل بینک ملت چوک، ملت روڈ پر واقع یا نیشنل بینک چنیوٹ بازار
سول لائن	سیکٹر لاری اڈا، ایضاً	نیشنل بینک مین برانچ، جیل روڈ نثار اکبر چوک سے چند قدم آگے
ملت ٹاؤن	سیکٹر ملت ٹاؤن، ان تھانہ سرگودھا فرسٹ فلور پر	نیشنل بینک نور پور نزد بینک الفلاح
گلبرگ	سیکٹر گلبرگ، ان تھانہ غلام آباد فرسٹ فلور	نیشنل بینک مین بازار، جیل روڈ فیصل آباد
جڑانوالہ	سیکٹر جڑانوالہ، پرانی چوکی نیا بازار جڑانوالہ	نیشنل بینک مین برانچ نیا بازار چوکی سے چند قدم آگے
جھمرہ	سیکٹر جھمرہ، نزد تھانہ چوک	نیشنل بینک مین برانچ نزد قومی بچت بینک
تاندلیانوالہ	سیکٹر تاندلیانوالہ، پولیس اسٹیشن MC ہائی سکول سامنے	نیشنل بینک تاندلیانوالہ، قائداعظم روڈ
سمندری	سیکٹر سمندری، فیصل آباد روڈ بائی پاس بوایاں والا سٹاپ	نیشنل بینک مین برانچ نزد کچہریاں
کھرڑیانوالہ	سیکٹر کھرڑیانوالہ، جڑانوالہ روڈ پر چوک سے چند قدم آگے	نیشنل بینک جھمرہ روڈ پر چوک سے تقریباً 1 کلومیٹر کے فاصلہ پر
پینسرہ	سیکٹر پینسرہ نزد نیشنل پمپ پینسرہ چوک فیصل آباد روڈ	نیشنل بینک جناح کالونی گیٹ یا نیشنل بینک ڈجکوٹ روڈ

Faisalabad Traffic Police Numbers

Chief Traffic Officer (CTO)	041-9200514
Traffic Control	041-9200714
SP Traffic Range	041-8580243
DSP H/Q	041-9201325
DSP Traffic P. Colony.	041-9220253
DSP Civil Line	041-9200441
Traffic Helpline	041-9210196
DSP City	041-9200441

Asghar Ali Zahid (SI) OIC Traffic Control

What is meant by "Police"

- **P** Polite
- **O** Obedient
- **L** Loyal
- **I** Intelligent
- **C** Courteous
- **E** Excellent

Ghulam Mustafa (Steno)

Emergency Numbers

Police Rescue Center	15
Rescue D-Ground	9220422-25
Punjab Emergency Service	1122
Edhi Control	115
Fire Brigade	16
Flit Inquiry	114
Wapda Helpline	118
Sui Gas Helpline	119
CPLC Helpline	041-9200054-55

Muhammad Zahid (H/C)

Scanned with CamScanner

Courtesy Service Excellence

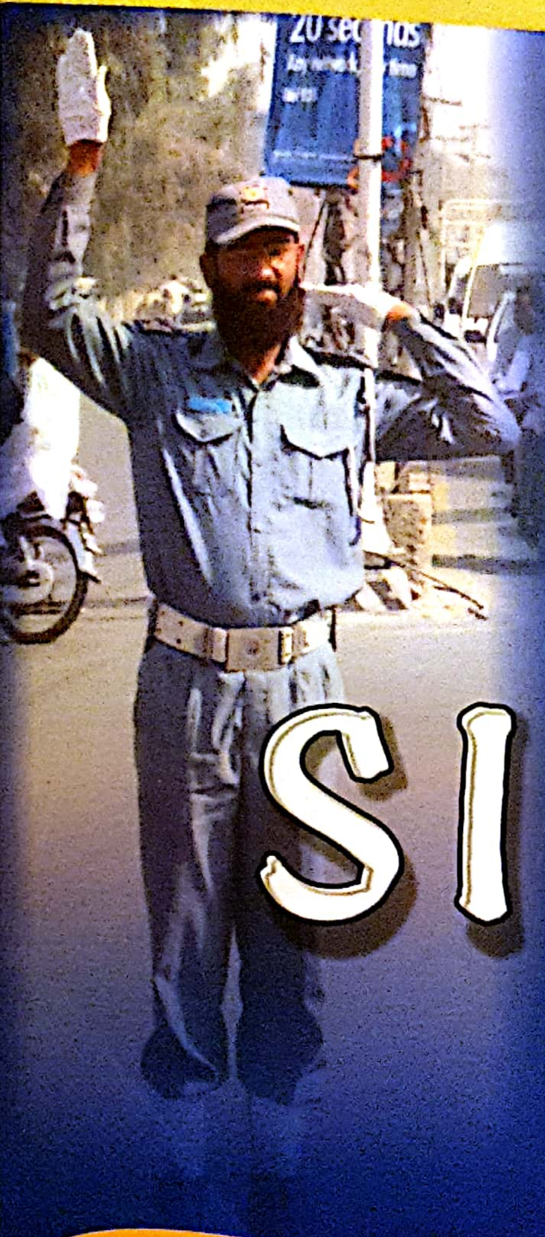

SIGNAL

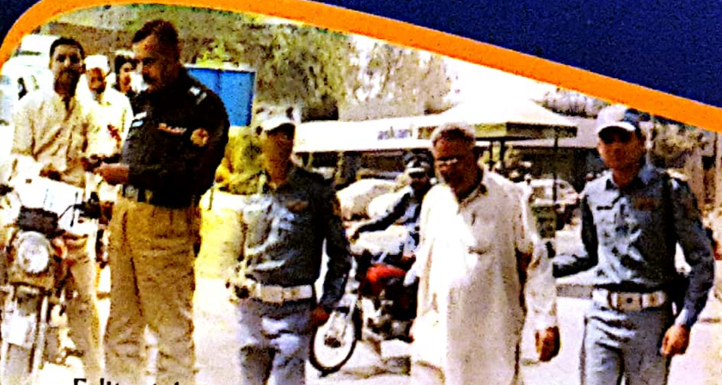

Editorial Board:

Patron-in-Chief: Asif Zafar Cheema(CTO)
Patron: Ch. Javed Anwar (DSP)
Chief Editor: Mohsin Naqvi (TW)
Editors: Mubashar Saeed Bajwa (TW)
Syed Muti Tirmazi (TW)
Advisory Committee: Education Unit (City Traffic Police Faisalabad)
Directorate of Public Relation Faisalabad.

Scanned with CamScanner